درود تاج

(قرآن و حدیث کی روشنی میں)

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

ڈاکٹر منظور احمد سعیدی

ادارۂ مسعودیہ

۲/۶، ۵۔ای، ناظم آباد کراچی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

درودِ تاج قرآن و حدیث کی روشنی میں

ایک دن حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے درمیان اچانک تشریف لائے، چہرۂ مبارک خوشی سے دمکتا ہوا۔ فرمایا، مجھے مبارکباد دو، مجھے مبارکباد دو! صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے حیرت سے عرض کیا، ہمارے ماں باپ آپ پر قربان یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! کس بات کی مبارکباد؟ فرمایا، مجھ پر یہ آیت نازل ہوئی ہے جو مجھے دنیا جہاں سے محبوب ہے:

ان اللّٰہ وملٰئکتہ یصلون علی النبی ط یا ایھا الذین آمنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما [۱]

بیشک اللہ اور اس کے سارے فرشتے دُرود بھیجتے رہتے ہیں نبی پر، اے ایمان والو! تم بھی درود بھیجو ان پر اور خوب سلام عرض کرو۔

یہ سنتے ہی صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے بیک زبان عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! مبارک ہو، مبارک ہو۔ [۲]

قرآن کریم میں ۶۶۶۶ (چھ ہزار چھ سو چھیاسٹھ) آیات ہیں مگر یہ محبوب ترین آیت ہے، ہم کو بھی محبوب ہونی چاہئے۔ ہماری پسندیدگی اور ناپسندیدگی کا تعلق حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پسندیدگی اور ناپسندیدگی سے ہونا چاہئے۔ جو آپ کو پسند ہے اس کو ہم پسند کریں، جو آپ کو ناپسند ہے اس کو ہم ناپسند کریں۔ یہی اتباعِ سنت اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پیروی کی روح ہے۔ اس کی پسندیدگی اور ناپسندیدگی میں کائناتی راز ہیں کیونکہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پسندیدگی' ناپسندیدگی وحیٔ الٰہی کے تابع ہے جس نے ہم کو صدیوں کے تجربوں سے بے نیاز کر کے نتائج تک پہنچادیا، یہی اس کا امتیاز ہے جو عقل والوں کیلئے قابلِ توجہ ہے جو تجربوں پر یقین رکھتے ہیں۔

تو ذکر تھا آیتِ کریمہ کے نزول کا' جب یہ آیت نازل ہوئی تو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا، ہم درود کس طرح پڑھیں؟ **حضور** صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دُرودِ ابراہیمی تلقین فرمایا [۳] اس کے علاوہ اور درود شریف بھی ارشاد فرمائے جن کو آٹھویں صدی کے مشہور محدث ابن قیم جوزی (م ۷۵۱ھ) نے اپنی کتاب 'جلاء الافہام فی الصلوٰۃ والسلام علیٰ خیر الانام' [۴] میں اور ہندوستان کے مشہور محدث شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے اپنی کتاب 'جذب القلوب الی دیار المحبوب' [۵] میں نقل کئے ہیں، لیکن ہم کو ایک ہی درود شریف معلوم ہے۔ اصل میں درود کا مقصد آپ کی تعریف و توصیف اور آپ کے فضائل و کمالات کا بیان ہے لیکن چونکہ

---

[۱] القرآن ۵۶/احزاب/۳۳ ...... [۲] جلال الدین سیوطی، الدر المنثور فی تفسیر بالماثور، ۵/۲۱۵

[۳] بخاری شریف، کتاب احادیث الانبیاء، حدیث: ۳۳۷۰

[۴] شمس الدین محمد بن ابی بکر ابن قیم جوزی (م ۷۵۱ھ) نے جلاء الافہام فی الصلوٰۃ والسلام علیٰ خیر الانام (ص: ۸۳۔۹۱) مطبوعہ (لائل پور) فیصل آباد

[۵] شیخ عبدالحق محدث دہلوی، جذب القلوب الی دیار المحبوب، کلکتہ ۱۸۴۵ء

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں کمال عجز وانکساری تھی اسلئے جو دُرودِ پاک آپ نے ارشاد فرمائے ان میں آپ کی تعریف وتوصیف اور آپ کے فضائل وکمالات کا بیان نہیں بلکہ ہر درودِ پاک میں اللہ تعالیٰ ہی سے عرض کیا گیا ہے کہ تو ہی اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر دُرود بھیج ہم تو اس لائق نہیں اور اس میں شک بھی کیا ہے؟

اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ جو درودِ پاک حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرمائیں وہی پڑھیں بلکہ براہِ راست تمام مسلمانوں کو مخاطب کر کے فرمایا:

یا ایھا الذین آمنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما [1]

اے ایمان والو! تم بھی درود بھیجو اور خوب سلام عرض کرو۔

اللہ تعالیٰ کے اس حکم کے تحت صلحائے اُمت نے اپنے اپنے ذوق وشوق کے مطابق درود شریف ارشاد فرمائے، یہ ان کے نفس کی خواہش نہ تھی بلکہ اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل تھی، اگر وہ درود شریف نہ لکھتے تو نافرمانی ہوتی۔ پھر ہر درود پاک میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعریف وتوصیف ہے اور فضائل وکمالات کا بیان ہے، یہ اللہ تعالیٰ کی سنت ہے، اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں جا بجا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعریف وتوصیف کی ہے اور فضائل وکمالات بیان کئے ہیں۔ درودِ تاج بھی انہیں درودوں میں سے ایک درود ہے جو گزشتہ آٹھ سو سال سے سننے والے سن رہے ہیں، یہ آج یا کل کی بات نہیں جو ہم اور آپ ردّ کر دیں۔ محبت کی فطرت یہ ہے کہ وہ محبوب کی تعریف سننا پسند کرتی ہے، کوئی جھوٹی بھی تعریف کرے تو کوئی عاشق تعریف کرنے والے کو لقمہ نہیں دیتا بلکہ خوشی خوشی سنتا رہتا ہے اور جب سچی تعریف کی جائے تو عاشق کے دل کو کیوں نہ بھائے؟ اب دیکھنا یہ ہے کہ درودِ تاج میں جو کچھ لکھا گیا ہے وہ قرآن وحدیث میں ہے یا نہیں؟ کیونکہ ہمارے فکر وعمل کی رہنمائی قرآن وسنت سے ہی ہوتی ہے۔ ایک بنیادی بات یہ ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ساری خوبیاں سارے فضائل وکمالات اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ ہیں، اس پر ایمان ضروری ہے ورنہ محرومی کے سوا کچھ نہیں۔

---

[1] القرآن ۵۶/۳۳/احزاب/۳۳

﴿ اب ہم قرآن وحدیث کی روشنی میں دُرودِ تاج کا جائزہ لیتے ہیں ﴾

اللّٰھم صل علی سیدنا ومولانا محمد صاحب التاج والمعراج والبراق والعلم

اے اللہ! رحمت فرما ہمارے سردار اور ہمارے مالک ومددگار محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر جو تاج والے ہیں،

جو معراج والے ہیں، جو بُراق والے ہیں، جو جھنڈے والے ہیں۔

شروع کے تین الفاظ تو درودِ ابراہیمی میں موجود ہیں، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمارے مالک و مددگار اور سردار ہیں، اس کا ذکر قرآن وحدیث میں ہے۔ قرآن کریم میں ارشاد ہے:

النبی اولی بالمؤمنین من انفسھم [۱]

نبی مومنین کا ان کی جانوں سے زیادہ مالک ومولیٰ ہے۔

اور جو حدیث شریف میں آتا ہے، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

انا سید ولد آدم فی الدنیا وفی الآخرۃ ولا فخر [۲]

میں دنیا وآخرت میں اولادِ آدم کا سردار ہوں اور مجھے اس پر کوئی ناز نہیں۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام نامی '**محمد**' (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) قرآن کریم میں ہے [۳] اور ہر آسمانی کتاب اور صحیفے میں ہے [۴] حتیٰ کہ ہندوؤں کی مذہبی کتابوں میں بھی ہے [۵] بلکہ جدید تحقیق یہ سامنے آئی ہے کہ ہر انسانی وجود کے داہنے پھیپھڑے پر نام نامی **محمد** (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) موجود ہے۔ [۶] حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صاحب التاج ہیں۔ خود فرمایا، عمامے عرب کے تاج ہیں۔ [۷]

---

[۱] قرآن کریم، ۶/احزاب/ ۳۳

[۲] (الف) مصنف ابی شیبہ: ج ۱۱، ص ۴۱۱، بیروت (ب) ترمذی شریف، حدیث: ۳۱۴۸، بیروت

[۳] قرآن کریم، ۲۹/فتح/۴۸ ؛ ۶/صف/۶۱

[۴] انجیل برناباس، ۳۹، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۳۰، ۱۹۱

[۵] رگ وید، منڈل ۱، سکت ۱۳، منتر ۳

[۶] روزنامہ البلاد (سعودی عرب) شمارہ یکم شعبان المعظم ۱۴۱۲ھ

[۷] کنز العمال، حدیث: ۴۱۱۳۲، ۴۱۱۳۳ اور کشف الخفا للعجلونی، ۲/ ۱۹۳، مکتبہ دار التراث

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سفر معراج تو معروف و مشہور ہے، تفصیلات قرآن و حدیث میں موجود ہیں۔ ابتدائی سفر معراج کا ذکر سورۂ اسراء کی اس آیت میں ہے:

سبحٰن الذی اسری بعبدہٖ لیلا من المسجد الحرام الی المسجد الاقصا [1]

پاکی اس کی جو راتوں رات لے گیا اپنے بندے کو مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ کی طرف۔

ابتدائی سفر کے بعد پھر اگلے سفر کا ذکر سورۂ نجم کی بعض آیات میں ہے۔ [2] حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جس سواری پر سفر کیا احادیث شریف میں اس کا نام براق آیا ہے۔ [3] حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کئی جھنڈے تھے، سفید و سیاہ [4] اور ایک مقدس جھنڈے کا ذکر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خود فرمایا:

بیدی لواء الحمد ولا فخر ومن دوني تحت لوائي ولا فخر [5]

اور حمد کا جھنڈا میرے ہاتھ میں ہوگا اس پر مجھے فخر نہیں

آدم اور ان کے بعد آنے والے تمام انبیاء میرے جھنڈے کے نیچے ہوں گے اس پر بھی مجھے فخر نہیں۔

---

[1] قرآن کریم، ۱/ اسراء/ ۱۷

[2] قرآن کریم، ۶/ نجم/ ۵۳ اور ۱۳/ الحج/ ۱۷

[3] بخاری شریف، کتاب بدء الخلق، حدیث: ۳۲۰۷

[4] مسند احمد: ج ۱، ص ۲۸۱

[5] مسلم شریف، کتاب الفضائل، حدیث: ۲ اور ترمذی شریف حدیث: ۳۱۴۸، ۳۶۱۵

دافع البلاء والوباء والقحط والمرض والالم

بلاؤں، وباؤں، قحط، بیماریوں اور مصیبتوں کے دُور کرنے والے ہیں۔

عادتِ الٰہی ہے کہ ایک کو دوسرے سے دفع فرماتا ہے اور حکمت یہ بیان فرمائی کہ فساد عام نہ ہو جائے۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے:

ولو لا دفع اللّٰہ الناس بعضھم ببعض لا لفسدت الارض [1]

اور اگر نہ ہو اللہ کا دفع کرنا لوگوں کو بعض کو بعض سے البتہ تباہ ہو چکی ہوتی زمین۔

دوسری جگہ فرمایا:

ولو لا دفع اللّٰہ الناس بعضھم ببعض لھدمت صوامع وبیع [2]

اور نہ ہوتا ہٹاتے رہنا اللہ کا لوگوں کو بعض کو بعض سے تو ضرور ڈھادی جاتیں خانقاہیں

اور عیسائیوں کے گرجے اور یہودیوں کے عبادت خانے۔

اسی طرح انبیاء علیہم السلام کی بعثت سے بہت سی معاشرتی اور روحانی وباؤں، بلاؤں اور بیماریوں اور مصیبتوں کو دفع فرماتا ہے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت معاشرے میں غلامی، جوے بازی، سود خوری کی بلائیں، ظلم و ستم، قتل و غارت گری اور لوٹ مار کی وبائیں، شراب خوری، زنا کاری، حسد و دشمنی کی بیماریاں، امن وانصاف، سچائی، وفا شعاری کا قحط، غربت و مسکینی اور مظلومیت کی مصیبتیں تھیں۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم معاشرتی اور روحانی وباؤں اور بلاؤں کو دفع کرنے آئے تھے اور حیرت انگیز طور پر دفع ہو گئیں۔ حالانکہ آپ کے وجود مقدس سے عذاب تک ٹل گئے، دفع ہو گئے۔ قرآن کریم میں ارشاد ہوتا ہے:

وما کان اللّٰہ لیعذبھم وانت فیھم ط [3]

اور اللہ عذاب بھیجنے والا نہیں جبکہ تم ان میں ہو۔

قوم لوط پر کنکریوں کا عذاب آیا:

فجعلنا عالیھا سافلھا وامطرنا علیھم حجارۃ من سجیل [4]

تو ہم نے کر دیا اس کو تہہ و بالا اور برسایا ہم نے ان پر کنکر یلے پتھر۔

---

[1] قرآن کریم، ۲۵۱/ بقرہ/ ۲ ...... [2] قرآن کریم، ۴۰/ حج/ ۲۲ ...... [3] قرآن کریم، ۳۳/ انفال/ ۸ ...... [4] قرآن کریم، ۷۴/ حجر/ ۱۵

قوم عادو ثمود پر کڑک کا عذاب آیا:

فاخذتهم صعقة العذاب الهون بما كانوا يكسبون [1]

تو پکڑا ان کو خاص کڑک نے اس پر جو وہ کما چکے تھے۔

بنی اسرائیل پر طوفان، ٹڈی، گھن، دیمک، جوئیں، مینڈک اور خون کا عذاب آیا:

فارسلنا عليهم الطوفان والجراد والقمل والضفادع والدم الآية [2]

کہ بھیجا ان پر طوفان اور ٹڈی اور جوئیں (گھن، دیمک) اور مینڈک اور خون۔

فرعون اور اس کی قوم پر پانی کا عذاب آیا اور سب ڈوب گئے مگر فرعون کے جسم کو اللہ تعالیٰ نے عبرت کیلئے باقی رکھا:

فانفلق فكان كل فرق كالطود العظيم [3]

تو پھٹ گیا اور ہو گئے دونوں سمت جیسے بڑا پہاڑ۔

ثم اغرقنا الأخرين [4]

پھر ڈبو دیا ہم نے دوسری جماعت والوں کو۔

اور اصحاب فیل کو پرندوں اور کنکریوں سے تہس نہس کر کے رکھ دیا:

وارسل عليهم طيرا ابابيل ۙ ترميهم بحجارة من سجيل ۙ فجعلهم كعصف ماكول [5]

اور چھوڑ دیں ان پر پرندوں کی ٹکڑیاں جو پھینکتی تھیں ان پر پتھر کی کنکریاں تو کر دیا انہیں جیسے کھایا ہوا بھوسہ۔

آپ نے ملاحظہ فرمایا! پچھلی اقوام پر کیسے کیسے عذاب آئے مگر اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقے اُمتِ مسلمہ کو ہر قسم کے عذاب سے محفوظ رکھا۔ عذاب کی صورتیں مختلف ہیں، وہ وَبا اور بلا کی صورت میں بھی آسکتا ہے، قحط کی صورت میں بھی آسکتا ہے، وہ بیماری کی صورت میں بھی آسکتا ہے، وہ کسی بھی مصیبت کی صورت میں آسکتا ہے، اللہ تعالیٰ نے اُمتِ مسلمہ پر ہر قسم کے عذاب کو دفع کر دیا اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دافع بنا دیا۔ حقیقی دافع تو اللہ تعالیٰ ہی ہے مگر اللہ تعالیٰ نے آپ کو مجازی دافع بنا دیا۔ یہ اس کا کرم ہے۔

---

[1] قرآن کریم، ۲۴/ ذریٰت/ ۵۱ ؛ ۱۷/ فصلت/ ۴۱ ...... [2] قرآن کریم، ۱۳۳/ اعراف/ ۷ ...... [3] قرآن کریم، ۶۳/ شعراء/ ۲۶
[4] قرآن کریم، ۶۶/ شعراء/ ۲۶ ...... [5] قرآن کریم، ۴/ فیل/ ۱۰۵

اصل میں نبی ورسول کو اللہ تعالٰی ڈاکٹر وحکیم بنا کر نہیں بھیجتا، یہ چیزیں انکے مقام عالی سے بہت ہی فروتر ہیں، شاید بعض لوگوں نے (معاذ اللہ) ایسا ہی سمجھا ہے اس لئے وہ لفظ دافع پڑھ کر چونک جاتے ہیں۔ اللہ تعالٰی نے انسان کے جامع جسمانی علاج کیلئے شہد کی مکھی سے ایسا محلول تیار کرایا [1] کہ ہر حکیم و ڈاکٹر حیران ہے، جسمانی علاج تو اللہ تعالٰی مکھیوں کے ذریعہ کرادیتا ہے۔ حکیم و ڈاکٹر کا تعلق اسباب سے ہے اور انبیاء ورسل کا تعلق مسبب الاسباب سے، انہوں نے بھی علاج کئے ہیں مگر حیرت ناک حضرت عیسٰی علیہ السلام مبروص کے بدن پر ہاتھ پھیرتے تو جسم کے داغ دھبے سب ختم ہوجاتے۔ [2]

حضور انور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے بھی ایسے بہت سے معجزات ثابت ہیں جن کا ذکر آگے آتا ہے، لیکن نبی ورسول کا کام تزکیہ نفس ہے وہ تزکیہ نفس سے معاشرے کی معاشرتی اور روحانی بیماریوں کو دفع کرتے ہیں۔ قرآن کریم میں اس حقیقت کو بار بار بیان کیا گیا ہے ایک جگہ فرمایا:

یایہا الناس قد جآءتکم موعظۃ من ربکم وشفاء لما فی الصدور [3]

اے لوگو! بیشک تمہارے پاس نصیحت آگئی تمہارے پروردگار کی طرف سے اور امراض سینہ کیلئے تندرستی۔

دوسری جگہ ارشاد فرمایا:

لقد من اللہ علی المؤمنین اذ بعث فیہم رسولا من انفسہم یتلوا علیہم اٰیتہٖ ویزکیہم ویعلمہم الکتٰب والحکمۃ ج وان کانوا من قبل لفی ضلٰل مبین [4]

بیشک احسان فرمایا اللہ نے ایمان والوں پر جو بھیجا ان میں رسول انہیں میں سے تلاوت کرے ان پر اللہ کی آیتیں اور پاک کرے ان کو سکھائے اور ان کو کتاب وحکمت ورنہ ضرور وہ لوگ پہلے سے کھلی گمراہی میں تھے۔

اور تو اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی آمد کیلئے دعا فرمائی تو اس دعا میں بھی اس حقیقت کو واضح فرمایا۔ آپ نے دعا فرمائی:

ربنا وابعث فیہم رسولا من انفسہم یتلوا علیہم اٰیتک ویعلمہم الکتٰب والحکمۃ ویزکیہم ج انک انت العزیز الحکیم [5]

اے ہمارے پروردگار اور بھیج دے ان میں ایسا رسول ان میں سے کہ تلاوت کرے ان پر تیری آیتیں اور سکھائے انہیں کتاب اور حکمت اور پاک صاف فرمائے ان کو بیشک تو ہی غلبہ والا اور حکمت والا ہے۔

---

[1] قرآن کریم، ۶۹/ نحل/ ۱۶ ...... [2] قرآن کریم، ۴۹/ آل عمران/ ۳ ...... [3] قرآن کریم، ۵۷/ یونس/ ۱۰

[4] قرآن کریم، ۱۶۴/ آل عمران/ ۳ ...... [5] قرآن کریم، ۱۲۹/ بقرہ/ ۲

ان آیاتِ کریمہ سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بعثت کا اصل مقصد تزکیہ نفس اور دِلوں کا پاک کرنا تھا۔ آپ نے ہم کو یہ عظیم تصور دیا کہ انسان سنور گیا تو سارا جہاں سنور گیا اور انسان اگر بگڑ گیا تو سارا جہاں بگڑ گیا۔ آج پورا معاشرہ وباؤں، بلاؤں، قحط، بیماریوں اور مصیبتوں میں گرفتار ہے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عہدِ مبارک میں ایسا نہ تھا کہ آپ دافع الوباء والبلاء موجود تھے۔

آپ نے بلاؤں اور وباؤں کا دفع کیا۔ آپ کے عہدِ مبارک میں خشک سالی نے جینا مشکل کر دیا، جمعہ میں خطبۂ جمعہ کیلئے ممبر پر چڑھتے ہوئے ایک صحابی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے بارش کی دعا کیلئے عرض کیا۔ دعا فرمائی، ابھی دعا ختم بھی نہ ہوئی تھی کہ موسلا دھار بارش ہونے لگی اور مسلسل ایک ہفتے تک ہوتی رہی۔ [۱] سارا مدینہ جل تھل ہو گیا، نقصانات ہونے لگے، دوسرے جمعہ کو انہیں صحابی نے مدینہ منورہ پر مینہ برسنے کی دعا کی درخواست کی، آپ نے دعا فرمائی:

اللھم حوالینا لا علینا [۲]

اے اللہ! ہم پر بارش نہ برسا، اردگرد برسا۔

دعا کرنی تھی، مدینہ منورہ پر بارش رُک گئی، مدینہ منورہ کے اردگرد برسنے لگی۔ آپ کے بچپن میں آپ کو گود میں لیکر بارش کی دعا مانگی تو اس زور سے بارش ہوئی کہ وادی و تالاب بھر گئے۔ [۳]

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ظاہری اور جسمانی امراض کا ایسا علاج فرمایا کہ عقل حیران رہ گئی۔

☆ حضرت عقبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بدن پر سخت کھجلی تھی۔ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کے پیٹ اور پیٹھ پر دستِ شفاء پھیرا تو وہ صحت یاب ہو گئے اور ایسی خوشبو میں بس گئے جو کبھی نہ گئی۔ [۴]

☆ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پانی پر دَم کیا اور اس میں لعاب دہن ڈالا پھر یہ پانی فاتر العقل کو پلایا گیا تو وہ صحت یاب ہو گیا۔ [۵]

☆ سلیمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پنڈلی میں غزوۂ خیبر میں تلوار کے شدید زخم آئے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تین بار دم کیا تو زخم ٹھیک ہو گیا۔ [۶]

☆ عبداللہ بن عتیک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گرنے سے پنڈلی ٹوٹ گئی تھی۔ عمامہ سے باندھ کر خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے۔ فرمایا، پاؤں پھیلاؤ، پاؤں پھیلایا، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہاتھ پھیرا تو یہ محسوس ہوا کہ کوئی تکلیف نہ تھی۔

---

[۱] بخاری شریف، کتاب الاستسقاء، باب من تمطر فی المطر

[۲] فتح الباری ۲/ ۴۹۴، ۲/ ۵۱۹ اور مسلم شریف، کتاب صلوٰۃ الاستسقاء باب الدعا فی الاستسقاء، حدیث: ۹، ۲/ ۶۱۴

[۳] تفسیر مواہب الرحمٰن، ص ۹۳۱ …… [۴] اسد الغابہ، ج ۳ ص ۳۶۵ …… [۵] مسند احمد، ج ۶ ص ۲۷۹ …… [۶] بخاری شریف، ج ۲ ص ۶۰۵

☆ حضرت محمد بن حاطب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بچپن میں جھلس گئے تھے، انکی ماں خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئیں۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنا لعابِ دہن ان کے منہ میں ڈالا اور زخمی ہاتھ پر ملا اور دعا کی، اس سے پہلے کہ ماں آپ کو اُٹھا کر لے چلتی، بالکل ٹھیک ہوگئے۔ [۱]

☆ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا جبہ شریف دھو کر اس کا دھون بیماروں کو پلایا کرتے تھے اور وہ شفایاب ہوجاتے تھے۔ آپ کی دعا سے بیماریاں ٹل گئیں۔ [۲]

اس قسم کے واقعات بکثرت احادیث شریفہ میں مذکور ہیں مگر جب سے ہم کو یہ بتایا گیا کہ معاذ اللہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہم جیسے بشر تھے، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فضائل میں نہ قرآنی آیات سنائی گئیں، نہ احادیث شریفہ دکھائیں تو ایسے واقعات سن سن کر مسلمان چونکتے ہیں اور کفِ افسوس ملتے ہیں کہ ہم کو تو یہ نہیں بتایا گیا۔

قحط کی باتیں بھی آپ نے سنیں اور بیماریوں کی باتیں بھی، اب مصیبت والم کی ایک بات سماعت فرمائیں جسکو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دفع فرمایا۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں معاشرے میں عورت کو زمین پر چلنے کا بھی حق نہ تھا، چرند چل سکتے تھے مگر یہ نہ چل سکتی تھی اس کی قسمت میں زمین میں دفن ہونا تھا، وہ دفن کی جاتی تھی، یہ کتنی بڑی آفت تھی جس کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ختم کیا اور عورت کو وہ وقار بخشا کہ دنیا دیکھ دیکھ کر حیران ہوئی جاتی ہے، آج تک وہ وقار نہ مل سکا۔ عورت کو خوب معلوم ہے کہ وہ آج کس کرب میں مبتلا ہے۔

ایک صحابی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، اپنی پیاری بچی کا غمناک قصہ سنایا۔ عرض کیا، بچی کو سیر کے بہانے تیار کیا، جنگل لے گیا، گڑھے میں ڈالا، وہ بچی پکارتی رہی، ابا ابا...... مگر میں اس پر مٹی ڈالتا رہا، یہاں تک اس کی آواز بند ہوگئی۔ وہ صحابی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) بھی زار وقطار رو رہے تھے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی آنسو بہا رہے تھے اور فرماتے جاتے، پھر بیان کرو، وہ صحابی پھر بیان کرتے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آنسو بہاتے جاتے۔ [۳]

---

[۱] البدایہ والنہایہ، ج ۶ ص ۱۶۲ ...... [۲] مسلم شریف، ج ۲ ص ۱۹۰ ...... [۳] سنن الدارمی، ۱/۱۴، کراچی

ہاں خواتین کی یہ مصیبت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے دفع ہوگئی۔ انسان، انسان کا دشمن تھا، برسوں انتقام کی جنگیں لڑی جاتی تھیں ہر قبیلہ اس میں گرفتار تھا، مگر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حیرت انگیز طور پر اس مصیبت والم کو دفع فرمادیا۔ قرآن کریم شاہد ہے:

واذکروا نعمت اللہ علیکم اذ کنتم اعداء فالف بین قلوبکم فاصبحتم بنعمتہٖ اخوانا ج وکنتم علیٰ شفا حفرۃ من النار فانقذکم منہا ط [1]

اور یاد کرو اپنے اوپر اللہ کی نعمت کہ جبکہ تم باہم دشمن تھے کہ الفت پیدا کی تمہارے دلوں میں تو ہوگئے تم اللہ کے فضل سے بھائی بھائی اور تم غار جہنم کے کنارے پر تھے تو نکالا تم کو اس جہنم سے۔

ہماری نظر محدود ہے، جب وبا کا ذکر آتا ہے تو طاعون کی طرف دھیان جاتا ہے، جب قحط کا ذکر آتا ہے تو اناج اور پانی کی طرف دھیان جاتا ہے، جب مرض کا ذکر آتا ہے تو نمونیہ، موتی جھرہ، یرقان، ، سرطان کی طرف دھیان جاتا ہے، جب الم کا ذکر آتا ہے تو معاش کی تنگی یا پانی و بجلی کی مصیبت کی طرف دھیان جاتا ہے..... مگر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اُس مقام عظمت پر فائز ہیں، جہاں معاشرتی اور روحانی وباؤں، بلاؤں، بیماریوں اور مصیبتوں کا علاج کیا جاتا ہے، جہاں کمزور کو قوی بنایا جاتا ہے، جن کو دنیا والے نہیں دیکھتے تھے ان کو سب دیکھنے لگے۔ ہر قسم کی معاشرتی و روحانی بلا و وبا، قحط و بیماری اور مصیبت دفع کردی گئی، اسی لئے آپ کو دافع البلاء والوباء والقحط والمرض والالم کہا گیا۔ ان الفاظ کے پیچھے تاریخی حقیقتیں جھلک رہی ہیں جس نے قرآن و حدیث نہیں پڑھے اس کو ضرور اچنبھا ہوگا مگر جنہوں نے دل کی آنکھوں سے قرآن و حدیث کو پڑھا ہے وہ اللہ جل وعلا اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی باتوں کا انکار نہیں کرسکتے۔

---

[1] قرآن کریم، ۳/۱۰۳ آل عمران/۳

☆☆☆

اسمہ' مکتوب مرفوع مشفوع منقوش فی اللوح والقلم

جن کا نام نامی لکھا ہوا ہے، بلند ہے، اللہ کے نام کے ساتھ ساتھ، لوح و قلم میں منقش ہے۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام نامی تمام الہامی کتابوں اور صحیفوں میں لکھا ہوا تھا جس کی تصدیق قرآن کریم کی اس آیت سے ہوتی ہے:

الذی یجدونہ مکتوبا عندھم فی التوراۃ والانجیل [1]

پاتے ہیں جس کو لکھا ہوا اپنے پاس توراۃ و انجیل میں۔

دوسری جگہ فرمایا:

الذین اٰتینھم الکتٰب یعرفونہ کما یعرفون ابناء ھم [2]

جن کو ہم نے کتاب دی ہے وہ ایسے پہچانتے ہیں پیغمبر اسلام کو جیسے وہ اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں۔

آپ کا نام نامی موجودہ توراۃ و انجیل میں بھی ہے [3] اور ہندوؤں کے ویدوں میں بھی ہے۔ [4]

اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ذکر کو بلند فرمایا، قرآن کریم سے اس حقیقت کی تصدیق ہوتی ہے۔ ارشاد ہوتا ہے:

ورفعنا لک ذکرک [5] اور بلند فرما دیا ہم نے تمہارے لئے تمہارے ذکر کو۔

آپ کا ذکر اللہ تعالیٰ کے ذکر کیساتھ وابستہ ہے اس لئے آپ مشفوع بھی ہیں۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا، میرا ذکر کس طرح بلند ہوا؟ جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اذا ذکرت ذکرت معی [6] جب میرا ذکر کیا جائے گا تو آپ کا بھی ذکر ہوگا۔

یہ رفعت و بلندی اور اللہ کے نام کے ساتھ وابستگی ہی ہے کہ ساق عرش پر لکھا ہوا ہے: لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ [7]

آپ کا نام نامی لوح محفوظ میں بھی منقوش ہے، جس کی تصدیق خود قرآن سے ہوتی ہے:

بل ھو قراٰن مجید ۝ فی لوح محفوظ [8]

بلکہ وہ قرآن مجید ہے لوح محفوظ میں۔

---

[1] قرآن کریم، ۱۵۷/۱، اعراف/۷ ...... [2] قرآن کریم، ۱۴۶/۱، بقرہ/۲ ...... [3] انجیل برناباس، ص ۴۹، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۳۰، ۱۹۱

[4] رگ وید، منڈل ۱، سکت ۱۲، منتر ۳؛ منڈل ۱۰، سکت ۳۶، منتر ۱۹ ...... [5] قرآن کریم، انشراح/۴ ...... [6] خصائص الکبریٰ، ج ۲ ص ۱۹۶

[7] روح البیان، ج ۱ ص ۱۳۳، بیروت ...... [8] قرآن کریم، ۲۱-۲۲/ بروج/۸۵

☆☆

سید العرب والعجم

عرب اور عجم کے سردار ہیں۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عرب وعجم کے سردار ہیں، خود فرمایا:

انا سید ولد آدم یوم القیمة [1]

میں قیامت کے دن اولادِ آدم کا سردار ہوں۔

اور قرآن کریم کی ان آیات سے اس حقیقت کی تصدیق ہوتی ہے:

انی رسول اللّٰہ الیکم جمیعا [2]

میں اللہ کا رسول ہوں تم سب کی طرف۔

لیکون للعٰلمین نذیراً [3]

تا کہ ہوں سارے جہان کو ڈرانے والے۔

ومآ ارسلنٰک الا کآفة للناس بشیراً ونذیراً [4]

اور انہیں بھیجا ہم نے تم کو مگر سارے انسانوں کیلئے خوش خبری سنانے والا اور ڈرانے والا۔

ان آیاتِ کریمہ سے معلوم ہوا کہ آپ عرب وعجم کے سردار ہیں۔

---

[1] مسلم شریف کتاب الفضائل حدیث: ۳

[2] قرآن کریم، ۱۵۸/ اعراف/ ۷

[3] قرآن کریم، ۱/ فرقان/ ۲۵

[4] قرآن کریم، ۲۸/ سبا/ ۳۴

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

جسمه' مقدس معطر مطهر منور فی البیت والحرم

آپ کا جسم مبارک ہر عیب سے پاک، خوشبودار، پاکیزہ اور مسجد حرام میں دمک رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے کرم سے آپ کے جسم ہی کو مطہر نہیں کیا بلکہ آپ کے سب گھر والوں کو پاک صاف کر دیا جس کی تصدیق قرآن کریم کی اس آیت سے ہوتی ہے:

انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا [1]

یہی چاہتا تھا اللہ کہ دور کر دے تم سے ناپاکی اے نبی کے گھر والو! اور پاک کر دے تمہیں خوب۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دن میں ستر بار استغفار فرماتے، اللہ تعالیٰ مغفرت چاہنے والوں اور پاک لوگوں سے محبت فرماتا ہے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اللہ کو کتنی محبت ہے؟ اسی سے آپ کی پاکی کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

ان اللہ یحب التوابین ویحب المتطھرین [2]

بیشک اللہ محبوب بنالیتا ہے بہت توبہ کرنے والوں کو اور دوست رکھتا ہے صاف ستھرے رہنے والوں کو۔

احادیث شریفہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کا جسم اطہر نہایت خوشبودار تھا۔ [3] غیر مسلموں کی مذہبی کتابوں میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اس خاص صفت کا ذکر ہے۔ [4] حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نورانیت کیلئے صرف قرآن کریم کی یہ آیت کافی ہے:

قد جآءکم من اللہ نور وکتٰب مبین لا [5]

آ گیا تم میں اللہ کی طرف سے ایک نور اور روشن کتاب۔

اس کی مزید تصدیق حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (م ۷۷ھ) کی اس حدیث سے ہوتی ہے جو گزشتہ تیرہ سو برس سے نقل ہوتی چلی آئی ہے اور جس کو امام بخاری کے استاد الاساتذہ حضرت ہمام بن منبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نقل فرمایا ہے۔ اس حدیث پاک میں ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کیا، اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے کون سی شئے پیدا کی؟ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، اے جابر! وہ تیرے نبی کا نور ہے، اللہ نے اسے پیدا فرما کر اس میں سے ہر خیر پیدا کی اور اس کے بعد ہر شئے پیدا کی۔ [6]

---

[1] قرآن کریم، ۳۳/احزاب/ ۳۳ ...... [2] قرآن کریم، ۲۲۲/ بقرہ/ ۲ ...... [3] ابن عساکر، ج ۱ ص ۳۲۱، بخاری شریف، ج ۲ ص ۲۶۴، شرح مسلم للنوی، ج ۲ ص ۲۵۶ ...... [4] محمد ریاض الرحیم، چندن کی خوشبو والے، کراچی ۱۹۹۰ء ...... [5] قرآن کریم، ۱۵/ مآئدہ/ ۵

[6] عبدالرزاق بن ہمام الصنعانی، الجزء المفقود من جزء الاول من المصنف، محققہ ڈاکٹر عیسیٰ بن عبداللہ بن محمد مانع الحمیری، مطبوعہ دوبئی، ۲۰۰۵ء، ص ۶۳۔

یہ حدیث شریف بہت طویل ہے جس میں نورِ محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرش وکرسی، حاملین عرش، خازنین کرسی، لوح وقلم، جنت، ملائکہ، شمس وقمر، عقل وحکمت، عصمت وحیا، ارواح انبیاء ورسل، شہداء سب کی تخلیق کا ذکر ہے۔

یہ حدیثِ پاک جدید سائنس کی رو سے نہایت اہم معلوم ہوتی ہے، سرسری عقل رکھنے والوں کی سمجھ سے بالاتر ہے غالباً اسی لئے اس حدیث شریف کو ناقابلِ اعتبار قرار دے دیا گیا تھا، مگر اس کی صداقت پر ایک نہیں بیسیوں حوالے موجود ہیں۔ حال ہی میں اس کی دریافت ہو چکی ہے جو عبدالرزاق بن ہمام (م ۲۲۱ھ) کی شہرہ آفاق کتاب 'المصنف' میں ہے۔ دوبئی کے سابق وزیر اوقاف شیخ عیسیٰ مانع الحمیری نے اس قلمی نسخہ کو دریافت کیا اور موصوف ہی نے اس کو مدوّن کر کے شائع کیا۔ [1]

بیت اللہ شریف اور مسجد حرام میں حضورِ انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے پہلے آپ کے ذکر و اذکار ہوئے۔ حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہم السلام جب بیت اللہ کی بنیاد کھڑی کر رہے تھے تو آپ کا ذکر ہو رہا تھا، جس کی تصدیق قرآن کریم سے ہوتی ہے۔ ارشاد ہوتا ہے:

واذ یرفع ابرٰھم القواعد من البیت واسمٰعیل ط [2]

اور جب اُٹھا رہے تھے ابراہیم بنیاد کو اس گھر کی اور اسماعیل۔

پھر اللہ نے تمام انسانوں کیلئے اس کو عبادت گاہ بنا دیا۔

جعل اللّٰہ الکعبۃ البیت الحرام قیٰما للناس [3]

اللہ نے عزت کے گھر (یعنی) کعبے کو لوگوں کیلئے موجب امن مقرر فرمایا ہے۔

اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حکم دیا گیا:

فول وجھک شطر المسجد الحرام [4]

اپنا منہ مسجد حرام کی طرف پھیر لو۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا بیت اللہ شریف اور مسجد حرام سے قوی تعلق ہے۔ آپ کا بچپن، آپ کی جوانی سب یہیں گزری، یہیں دعوتِ اسلام کا آغاز ہوا جو سارے عالم میں پھیل گیا، یہیں شادی ہوئی، یہیں اولاد ہوئی۔

---

[1] الجزء المفقود من جزء الاول من المصنف مصنف عبدالرزاق بن ہمام الصنعانی، دوبئی، ۲۰۰۵ء، مرتبہ شیخ عیسیٰ مانع حمیری، دوبئی

[2] قرآن کریم، ۱۲۷/بقرہ/۲ ...... [3] قرآن کریم، ۹۷/مآئدہ/۵ ...... [4] قرآن کریم، ۱۴۹/بقرہ/۲

☆☆

شمس الضحیٰ بدر الدجیٰ صدر العلی نور الھدیٰ کھف الوریٰ

صبح کے آفتاب، چودھویں رات کے چاند، بلندی کے بالانشیں، ہدایت کے نور اور مخلوق کی پناہ۔

جولوگ ادب سے واقف ہیں ان کو معلوم ہے کہ محبوب کی باتیں اشارے کنائے میں کی جاتی ہیں اور اس کیلئے تشبیہات و استعارات استعمال کئے جاتے ہیں۔ قرآن کریم کی بعض آیات میں بطور استعارہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک اور زُلف مبارک کا ذکر ہے۔ مثلاً ان آیات میں:

والضحٰی والیل اذا سجٰی لا [۱]

قسم ہے اس چمکیلے کی اور سیاہی والی کی جب ڈھانپ لے۔

دوسری آیت میں یوں فرمایا:

والشمس وضحٰھا لا والقمر اذا تلٰھا [۲]

قسم ہے سورج کی اور اس کی روشنی کی اور چاند کی جب پیچھے نکلے۔

مولوی اشرف تھانوی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ روایت نقل کی ہے۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے زیادہ حسین نہیں دیکھا گویا آپ کے چہرے میں آفتاب چل رہا ہے اور جب آپ ہنستے تھے تو دیواروں پر چمک پڑتی تھی۔ [۳]
شمائل ترمذی شریف میں ہے کہ آپ کا چہرہ چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکتا تھا۔ [۴] حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کپڑے سی رہی تھیں، چراغ بجھ گیا، اندھیرا ہو گیا، سوئی تلاش کر رہی تھیں، اچانک حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لے آئے، روشنی پھیل گئی، سوئی مل گئی۔ [۵]

---

[۱] قرآن کریم، ۱۔۲/ ضحیٰ/ ۹۳

[۲] قرآن کریم، ۱۔۲/ شمس/ ۹۱

[۳] اشرف علی تھانوی: نشر الطیب، مطبوعہ تاج کمپنی، ص ۱۶۰

[۴] شمائل ترمذی شریف، مطبوعہ کراچی ۱۹۸۶ء، حدیث: ۷، ص ۲۱؛ ترمذی شریف، حدیث: ۲۸۱۲

[۵] ابن عساکر، ج ۱، ص ۶۲

آپ بلندی کا سرچشمہ اور بلند سے بلند ہونے والے ہیں۔

قرآن کریم میں ارشاد ہوتا ہے:

عسٰی ان یبعثك ربك مقاما محمودا [1]

عنقریب تمہاری جگہ بنائے گا تمہارا پروردگار مقام محمود کو۔

اور دوسری جگہ فرمایا:

وللاٰخرۃ خیرلك من الاولیٰ [2]

یقیناً پچھلی بہتر ہے تمہارے لئے پہلی سے۔

اس میں کیا شک ہے کہ آپ ہدایت کے نور ہیں، آپ کی روشنی سے ایک عالم نے ہدایت پائی۔ قرآن کریم شہادت دے رہا ہے:

وانك لتھدی الیٰ صراط مستقیم لا [3]

اور بیشک تم چلاتے ہو سیدھی راہ پر۔

حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم مخلوق کی پناہ گاہ ہیں، اس کی شہادت بھی قرآن حکیم دے رہا ہے:

ولو انھم اذ ظلموا انفسھم جآءوکم الآیۃ لا [4]

اور اگر جب وہ ظلم کر بیٹھے اپنی جانوں پر، چلے آئے تمہارے پاس اور بخشش مانگی اللہ کی

اور مغفرت چاہی ان کیلئے رسول نے تو پالیا اللہ کو توبہ قبول کرنے والا بخشنے والا۔

اللہ تعالٰی نے اپنے کرم سے حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو گناہ گاروں کیلئے پناہ گاہ بنایا، جو گناہ کر کے دربار رسالت مآب صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم میں حاضر ہو، اللہ تعالٰی سے توبہ کرے اور حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بھی اس کی طرف سے استغفار کریں تو اللہ تعالٰی گناہ معاف کر دیگا۔

---

[1] قرآن کریم، ۷۹/ اسراء/ ۱۷

[2] قرآن کریم، ۴/ ضحیٰ/ ۹۳

[3] قرآن کریم، ۵۲/ شوریٰ/ ۴۲

[4] قرآن کریم، ۶۴/ نساء/ ۴

☆☆☆

مصباح الظلم، جميل الشيم، شفيع الامم صاحب الجود والكرم

اندھیروں کے چراغ، بہترین عادات واخلاق والے، اُمتوں کی شفاعت کرنے والے، جود وسخا والے۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اندھیروں کے چراغ ہیں، قرآن کریم میں آپ کو سراج منیر کہا گیا ہے یعنی روشن کرنے والا آفتاب۔ ارشاد ہوتا ہے:

وداعیا الی اللہ باذنہٖ وسراجا منیرا [1]

اور بلانے والا اللہ کی طرف اس کے حکم سے اور روشن کرنے والا سورج۔

حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت کعب بن احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے آیت کریمہ اللہ نور السموات الآیۃ [2] کی تفسیر دریافت کی تو انہوں نے اس آیتِ کریمہ میں 'طاق' سے مراد 'سینہ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم' 'چراغ' سے مراد 'نور نبوت' اور 'فانوس' سے مراد 'قلبِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم' بیان کیا۔ [3]

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی یہی فرمایا۔ تو یقیناً حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم 'مصباح الظلم' اندھیروں کے چراغ ہیں۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بہترین اخلاق وعادات والے ہیں جس کی گواہی خود قرآن کریم دے رہا ہے:

وانک لعلیٰ خلق عظیم [4]

اور بلاشبہ تم یقیناً بڑے خلق پر ہو۔

لوگ اخلاق عالیہ سے بلند ہوتے ہیں آپ کی شان یہ ہے کہ اخلاق عالیہ آپ کی نسبت سے اخلاق عالیہ ہوئے اسی لئے قرآن کریم میں فرمایا کہ آپ اخلاق عالیہ کے اوپر ہیں، یہ نکتہ قابل توجہ ہے۔

ایک آیہ کریمہ میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنی صفات جلیلہ سے متصف فرماتے ہوئے ارشاد ہوتا ہے:

بالمؤمنین رؤف رحیم [5]

مسلمانوں پر بے انتہا کرم فرمانے والے مہربان۔

---

[1] قرآن کریم، ۴۶/احزاب/ ۳۳ ...... [2] قرآن کریم، ۳۵/نور/ ۲۴

[3] ابن جریر طبری (م ۳۱۰ھ) جامع البیان، ج ۱۸ص ۱۸۳، حدیث: ۱۹۷۶۷، دار الفکر، بیروت

[4] قرآن کریم، ۴/قلم/ ۶۸ ...... [5] قرآن کریم، ۱۲۸/توبہ/ ۹

دوسری آیت میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نرمیٔ مزاج کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا:

فبما رحمة من الله لنت لهم ج ولو كنت فظا غليظ القلب لانفضوا من حولك ص [1]

تو اللہ کی رحمت کا سبب ہے کہ تم نرم دل ہوئے ان کیلئے، اگر ہوتے تم طبیعت کے تند اور دل کے سخت

تو ضرور وہ سب ادھر ادھر ہو جاتے تمہارے گرد سے۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اخلاق عالیہ کی یہ شان ہے کہ جب شاہ حبشہ کی طرف سے سفارت آئی تو خود مہمان نوازی فرمائی اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو روک دیا۔ [2]

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ بھی گوارا نہ تھا کہ سفر کا ساتھی آپ کے ساتھ ساتھ پیدل چلتا رہے اور آپ سواری پر چلتے رہیں۔ اس کو بھی اپنے ساتھ کر لیتے۔ [3]

حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئیں تو ان کی تعظیم کیلئے اپنی چادر بچھادی۔ [4]

اور تو اور جب عرصۂ دراز کے بعد ان کی بیٹی قیدی بن کر آئیں تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی چادر بچھادی اور بکریوں کا ریوڑ دے کر ان کو ان کے قبیلے میں واپس بھیج دیا۔

اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اخلاق کریمانہ کا تو قرآن حکیم میں ذکر کیا ہی ہے آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی شان بھی ان الفاظ میں بیان فرمائی:

محمد رسول الله ط والذين معه اشدآء على الكفار رحمآء بينهم ترٰهم ركعا سجدا

يبتغون فضلا من الله ورضوانا ز سيماهم في وجوههم من اثر السجود ط

ذٰلك مثلهم في التورٰة ج ومثلهم في الانجيل ج [5]

محمد اللہ کے رسول ہیں اور جو ان کے اصحاب ہیں وہ سخت ہیں (بر سر پیکار) کافروں پر، رحم دل ہیں آپس میں،

انہیں دیکھو گے رکوع کرتے ہوئے، سجدے میں پڑے ہوئے، چاہتے فضل کو اللہ سے اور خوشنودی کو۔

ان کی پہچان ہے ان کے چہروں میں سجدوں کے نشان ہیں۔ بیان ہے ان کا توریت میں اور ذکر ہے ان کا انجیل میں۔

---

[1] قرآن کریم، ۱۵۹/ آل عمران/ ۳ ...... [2] ابوداؤد شریف، کتاب الادب بحوالہ سیرۃ النبی، ج ۲ ص ۲۹۴

[3] نسائی شریف، ص ۸۳ بحوالہ سیرۃ النبی، ج ۲ ص ۲۹۶ ...... [4] ابوداؤد شریف، کتاب الادب، بحوالہ سیرۃ النبی، ج ۲ ص ۳۰

[5] قرآن کریم، ۲۹/ فتح/ ۴۸

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی اجازت سے اپنی اُمت کے شفاعت کرنے والے ہیں۔

من ذا الذی یشفع عندہ الا باذنہ ط [1]

کون وہ ہے جو شفارش کرے اس کے پاس مگر اس کے حکم سے۔

آپ کی شان تو یہ ہے کہ قیامت کے دن ساری اُمتوں پر گواہ ہوں گے۔قرآن کریم میں ارشاد ہوتا ہے:

فکیف اذا جئنا من کل امۃ الآیۃ [2]

تو کیسا حال ہوگا جب ہم لے آئے ہر اُمت سے گواہ اور بنا دیا تم کو ان سب پر گواہ۔

سوچنے کی بات یہ ہے کہ گواہی وہی دیتا ہے جو پاس موجود بھی ہو اور دیکھ بھی رہا ہو، ورنہ وہ گواہی نہیں دے سکتا۔اس آیتِ کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے ایک عظیم راز سے پردہ اُٹھایا ہے۔

---

[1] قرآن کریم، ۲۵۵/بقرہ/۳

[2] قرآن کریم، ۴۱/نساء/۴

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

والله عاصمه وجبريل خادمه والبراق مركبه والمعراج سفره وسدرة المنتهىٰ مقامه

اللہ ان کا محافظ ہے، جبرئیل ان کے خادم ہیں، براق ان کی سواری ہے، معراج ان کا سفر ہے اور سدرۃ المنتہیٰ ان کی منزل ہے۔

اللہ تعالیٰ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا محافظ ہے۔ خود فرما رہا ہے:

والله يعصمك من الناس [1]

اور اللہ بچاتا رہے گا تم کو لوگوں سے۔

حضرت جبرئیل علیہ السلام حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں مسلسل آتے رہے، متعدد آیات سے اس حقیقت کا پتا چلتا ہے۔ ایک آیت میں ہے:

وانه لتنزيل ربّ العٰلمين ط نزل به الروح الامين لا علىٰ قلبك [2]

اور بیشک یہ ضرور ربّ العالمین کا اُتارا ہوا ہے، اس کو لے کر اُترے روح الامین تمہارے دل پر۔

غزوۂ بدر میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے گھوڑے کی لگام پکڑے ہوئے ہیں اور ان کے ساتھ جنگ کا پورا سامان ہے۔ [3]

قرآن کریم میں غزوہ بدر میں فرشتوں کی مدد کا ذکر ہے۔ [4] براق اور معراج کا ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں۔

قابلِ توجہ بات یہ ہے کہ دُرودِ تاج میں جو لفظ 'سفر' استعمال کیا گیا ہے یہ بھی قرآنی لفظ ہے۔ [5]

درودِ تاج میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جس مقام کا ذکر کیا گیا ہے وہ بھی قرآن کریم میں موجود ہے:

ولقد راٰه نزلة اُخرىٰ ٥ عند سدرة المنتهىٰ [6]

اور بیشک دیکھا انہوں نے اسے دوبارہ سدرۃ المنتہیٰ کے پاس۔

---

[1] قرآن کریم، ۶۷/ مآئدہ/ ۵ ...... [2] قرآن کریم، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴/ شعراء/ ۲۶ ...... [3] عمدۃ القاری، ۱۷/ ۲۵، المنیریہ، مصر، ۱۳۴۸ء

[4] قرآن کریم، ۱۲۵/ آل عمران/ ۳ ...... [5] قرآن کریم، ۱۸۴/ بقرہ/ ۲ اور ۱۸۵، ۲۸۴/ بقرہ/ ۲ اور ۴۳/ نساء/ ۴

[6] قرآن کریم، ۱۳، ۱۴/ نجم/ ۵۳

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

وقاب قوسین مطلوبه والمطلوب مقصوده والمقصود موجوده

قربِ الٰہی اُن کا مطلوب ہے اور مطلوب میں ان کا مقصود ہے اور مقصود ان کے سامنے ہے۔

قرآن کریم میں 'قاب قوسین' کا ذکر ہے یعنی وہ مقام قربِ الٰہی جو آپ کا مطلوب تھا۔ ارشاد ہوتا ہے:

فاستویٰ ط وھو بالافق الاعلیٰ ط ثم دنا فتدلّٰی لا فکان قاب قوسین او ادنیٰ ج [1]

پھر متوجہ ہوا اور آسمان کے اونچے کنارے پر تھا، پھر قریب ہوا، پھر اُتر آیا، تو رہ گیا دو کمانوں کا فاصلہ یا اس سے بھی کم۔

یہاں سفرِ معراج کے آخری مرحلے کا ذکر فرمایا، ابتدائی مرحلے کا ذکر سورۂ اسراء میں آ چکا ہے۔ مقام قربِ الٰہی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مطلوب تھا اور یہی آپ کا مقصد تھا جو حاصل ہو گیا گویا مقصود موجود ہو گیا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

رأیت ربی عزّوجل [2]

میں نے اپنے پروردگار عزّ وجل کو دیکھا۔

حضرت عبداللہ ابن عباس، حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت انس بن مالک اور حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہم رویت باری تعالیٰ کے قائل ہیں۔

---

[1] قرآن کریم، ۶، ۷، ۸، ۹/ نجم/ ۵۳

[2] مسند امام احمد، ۱/۲۰۵، ۲۵۰، ۲۷۷/ ۲۶۲۹، دار احیاء التراث العربی، ۱۹۹۴ء

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

سید المرسلین، خاتم النبین، شفیع المذنبین، انیس الغریبین، رحمة اللعالمین

تمام رسولوں کے سردار، تمام نبیوں کے خاتم، گنہ گاروں کے شفیع، اجنبی مسافروں کے ہمدرد و غمخوار، سارے جہانوں کیلئے رحمت ہی رحمت۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمام انبیاء علیہم السلام کے سردار ہیں۔ خود فرما رہے ہیں:

انا سید ولد آدم فی الدنیا وفی الآخرة ولا فخر [1]

میں دنیا و آخرت میں اولادِ آدم کا سردار ہوں اور مجھے اس پر کوئی ناز نہیں۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں جس کی شہادت خود قرآن کریم دے رہا ہے:

ما کان محمّد ابآ احد من رجالکم ولٰکن رسول اللہ وخاتم النبین [2]

نہیں ہیں محمد تم مردوں میں کسی کے بھی باپ لیکن وہ تو اللہ کے رسول اور سارے نبیوں میں آخری ہیں۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم گناہ گاروں کی شفاعت کرنے والے ہیں، جس کا ذکر پیچھے بھی کیا گیا۔ خود حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں، میری شفاعت ہر اس شخص کیلئے ہوگی جو اس حال میں مرے کہ اس نے کسی کو خدائے تعالیٰ کا شریک نہ مانا ہو۔ [3]

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اجنبی لوگوں کے بھی ہمدرد و غمخوار ہیں، احادیث شریفہ میں ایسی بہت سی مثالیں ہیں، صرف ایک مثال عرض کرتا ہوں۔

حضرت عبداللہ ذوالبجادین رضی اللہ تعالیٰ عنہ مکہ کے رہنے والے تھے، دل میں اسلام کی لگن لگی تو سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر مدینہ منورہ میں حاضر ہوئے، علی الصبح حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دیکھا ایک مسکین پھٹے پرانے کمبل کے ٹکڑے لپیٹے پڑا ہے، پوچھا تم کون ہو؟ نام بتایا اور اسلام کی تڑپ ظاہر کی، مسلمان کرلیا، پھر ایسا لاڈ پیار دیا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھی رَشک ہونے لگا، جب انتقال ہوا قبر میں اپنے دست مبارک سے اُتارا۔ اللہ اکبر! سچ ہے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انیس الغریبین تھے اور رحمۃ اللعالمین ہیں جس کی قرآن حکیم گواہی دے رہا ہے:

ومآ ارسلنٰک الا رحمة اللعٰلمین [4]

اور نہیں بھیجا ہم نے تم کو مگر رحمت سارے جہان کیلئے۔

اور یہی رحمت اللہ تعالیٰ کے مخلص بندوں کے قریب ہے، اس کی شہادت قرآن حکیم دے رہا ہے:

ان رحمت اللہ قریب من المحسنین [5]

بیشک اللہ کی رحمت نزدیک ہے مخلص بندوں کے۔

---

[1] ترمذی شریف، حدیث: ۳۱۴۸، ۳۰۵/۱۱، بیروت مسند امام احمد، ۳۹۴/۱، ۲۳۱۴ ...... [2] قرآن کریم، ۴۰/احزاب/۳۳

[3] المعجم الکبیر للطبرانی، ۱۸/۴۲، ۷۵، مطبوعہ عراق

(الف) شفاعتی لمن شهد ان لا اله الا الله مخلصا یصدق قلبه ولسانه (مسند امام احمد، ۳۰۷/۲)

(ب) شفاعتی لاهل الکبائر من امتی (سنن ابی داؤد، حدیث: ۴۸۳۰)

[4] قرآن کریم، ۱۰۷/انبیاء/۲۱ ...... [5] قرآن کریم، ۵۶/اعراف/۷

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

راحة العاشقين، مراد المشتاقين، شمس العارفين، سراج السالکین، مصباح المقربین

عاشقوں کی راحت، مشتاقوں کی مراد، عارفوں کے آفتاب، سالکوں کے چراغ۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جاں نثاروں کے دل کا چین تھے۔ قرآن کریم اس کی گواہی دے رہا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے:

وصل علیهم ان صلوٰتك سكن لهم ط [1]

اور ان کے حق میں دعا کرو، بیشک تمہاری دعا ان کیلئے چین ہے۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم چاہنے والوں کی مراد ہیں، یہ مطلوب ومقصود خود اللہ تعالیٰ نے بنایا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے:

قل ان كان اٰبآؤكم وابنآؤكم واخوانكم وازواجكم وعشيرتكم واموال اقترفتموها وتجارة تخشون كسادها ومسٰكن ترضونهآ احب اليكم من الله ورسوله وجهاد فى سبيله فتربصوا حتى ياتى الله بامره ط والله لا يهدى القوم الفٰسقين [2]

فرمادیجئے اگر تمہارے باپ (دادا) تمہارے بیٹے تمہارے بھائی اور تمہاری بیویاں اور تمہارے رشتہ دار اور وہ مال جسکو تم نے کمایا ہے اور تجارت جس کے خسارے کا تمہیں اندیشہ رہتا ہے اور تمہارے پسندیدہ گھر، اگر یہ سب تمہیں زیادہ پیارے ہیں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اور اس کی راہ میں جہاد کرنے سے، تو انتظار کرو، یہاں تک اللہ تم کو سزا دے اور اللہ راہ نہیں دیتا نافرمان قوم کو۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے کرم سے اپنے محبوب کو ہماری مراد بنایا ہے۔ ہم اللہ تعالیٰ کی طرف دیکھتے ہیں، اللہ تعالیٰ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف توجہ فرماتا ہے اور ارشاد فرماتا ہے:

قل ان كنتم تحبون الله فاتبعونى يحببكم الله ويغفرلكم ذنوبكم ط والله غفور رحيم [3]

اعلان کردو کہ اگر دوست رکھتے ہو اللہ کو تو پیچھے پیچھے چلو میرے، دوست رکھے گا اللہ تم کو اور بخش دے گا تمہارے گناہوں کو اور اللہ بخشنے والا اور رحمت والا ہے۔

اور اس 'مراد المشتاقین' (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے آداب یہ سکھائے:

فالذين اٰمنوا به وعزروه ونصروه واتبعو النور الذى انزل معه لا اولٰئك هم المفلحون [4]

تو جو اُن کو مان گیا اور حق تعظیم ادا کیا اور حمایت کی اور پیروی کی اس نور کی جو ان کے پاس نازل کی گئی ہے تو وہی لوگ کامیاب ہیں۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم 'شمس' ہیں 'سراج' ہیں 'مصباح' ہیں اس کے متعلق پیچھے عرض کیا جاچکا ہے۔

---

[1] قرآن کریم، ۱۰۳/ توبہ ۹/ ...... [2] قرآن کریم، ۲۴/ توبہ ۹/ ...... [3] قرآن کریم، ۳۱/ آل عمران ۳/ ...... [4] قرآن کریم، ۱۵۷/ اعراف ۷/

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

محب الفقراء والغرباء والمساکین

فقیروں، پردیسیوں اور مسکینوں کے چاہنے والے۔

قرآن کریم میں فقراء، اجنبی مسافروں اور مساکین کا بطور خاص ذکر کیا گیا ہے۔ ایک جگہ ارشاد ہے:

للفقرآء المھٰجرین الذین اخرجوا من دیارھم واموالھم [1]

ان فقیر ہجرت کرنے والوں کیلئے جو بے دخل کیے گئے اپنے گھر اور مالوں سے۔

دوسری جگہ فرمایا:

فاٰت ذالقربیٰ حقہ والمسکین وابن السبیل ط [2]

تو دیا کرو قرابت دار کو اس کا حق اور مسکین اور مسافر کو۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فقراء، اجنبی مسافروں اور مساکین کو نہال کر دیا، اجنبی مسافروں و فقراء اور مساکین کا ایسا دردمند و غمخوار نہ پیدا ہوا، نہ پیدا ہوگا۔ اس ماحول کے پروردہ حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم تھے جنہوں نے تین دن تک اپنا افطار مسکین، یتیم اور قیدی کو دیا خود بغیر سحری و افطار کے روزہ رکھا۔ قرآن کریم نے اس بے مثال ایثار و قربانی کا اس طرح ذکر کیا ہے:

ویطعمون الطعام علیٰ حبہٖ مسکینا ویتیما واسیرا o

انما نطعمکم لوجہ اللّٰہ لا نرید منکم جزآء ولا شکورا o [3]

اور کھانا کھلائیں اس کی محبت پر مسکین اور یتیم اور قیدی کو (اور کہتے ہیں) ہم کھلاتے ہیں بس اللہ ہی کیلئے،

ہم نہیں چاہتے تم سے کوئی معاوضہ اور شکرگزاری۔

---

[1] قرآن کریم، ۸/ حشر/ ۵۹

[2] قرآن کریم، ۳۸/ روم/ ۳۰ اور ۲۶/ اسراء/ ۱۷ اور ۷/ حشر/ ۵۹

[3] قرآن کریم، ۸۔۹/ دھر/ ۷۶

غور فرمائیں کس اخلاص وایثار سے کھانا کھلایا گیا۔ اور اپنا حال دیکھیں! اوّل تو کھلاتے نہیں، کھلانے والوں کو منع کرتے ہیں اور اگر کھلاتے بھی ہیں تو دکھا دکھا کر۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صحبت میں اہل بیت اطہار کے ایثار و اخلاص کا یہ عالم تھا جو قرآن کریم میں بیان کیا گیا اور خود حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اجنبی مسافروں وفقراء اور مساکین کے ساتھ دردمندی وغمخواری کا جو عالم تھا وہ احادیث شریفہ میں تفصیل سے موجود ہے۔ یہاں چند مثالیں پیش کرتا ہوں:۔

☆ ایک یہودی کا غلام بیمار تھا، کوئی خبر نہ لیتا تھا، آپ کو معلوم ہوا تو اس کے گھر گئے، ساری ساری رات خدمت کرتے رہے حتیٰ کہ اس کے سر اور پیر بھی دبائے۔ [1]

☆ ابوسفیان نے اپنے بیمار غلام کو اکیلا گھر میں ڈال رکھا تھا۔ کوئی تیمار دار نہ تھا، آپ کو معلوم ہوا تو اس کے گھر گئے، رات سے صبح تک ٹانگیں دباتے رہے، اس حسن خلق سے وہ مسلمان ہوگیا۔ [2]

بوڑھا غلام اپنے آقا کے باغ میں پانی دینے کیلئے ڈول سے پانی نکالتا تھا تو ہاتھ کپکپانے لگے۔ آپ نے اس سے فرمایا، تو آرام کر میں پانی دیتا ہوں، پھر آپ نے سارے باغ کو پانی دیا۔ [3]

☆ غلام بیمار ہے، آقا کے خوف سے چکی میں آٹا پیس رہا ہے اور تکلیف کی وجہ سے زار و قطار رو رہا ہے، بیماری کی وجہ سے آٹا پیسا نہیں جا رہا، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دیکھ لیا، اس کو دِلاسا دیا اور خود چکی میں آٹا پیسا، اس حسن خلق سے وہ مسلمان ہوگیا۔ [4]

☆ یتیم بچہ سامان اُٹھا کر لے جا رہا تھا، آپ کو ترس آیا، اس کا سامان خود اُٹھا کر اس کے گھر پہنچایا۔ [5]

☆ بازار میں ایک اندھی عورت گر پڑی، لوگ اس کی ہنسی اُڑانے لگے، آپ نے سب کو نصیحت کی اور فرمایا، آؤ اس کو اُٹھاؤ اور گھر تک پہنچاؤ۔ پھر آپ اس کیلئے روزانہ کھانا لے جاتے۔ اس حسن خلق کو دیکھ کر وہ مسلمان ہوگئی۔ [6]

☆ ایک یتیم ننگے پیر، ننگے سر روتا ہوا جا رہا تھا، معلوم نہیں کس کا بچہ تھا، آپ کو ترس آیا، گود میں اُٹھا لیا، گھر لائے، کھلایا پلایا، وہ بچہ دو دن سے بھوکا تھا، کئی دن گھر میں رکھا، پھر اس کے گھر پہنچا دیا۔ [7]

☆ ایک مسکین بڑھیا نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے راستہ چلتے بات کرنا چاہی، تو آپ گلی میں کھڑے دیر تک باتیں کرتے رہے۔ [8]

یہ دل داری وغمخواری اور ہمدردی و دردمندی عوام تو عوام، خواص میں بھی نہیں۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دردمندی وغمخواری کی ایسی مثالیں قائم کر دیں جو رہتی دُنیا تک ہماری رہنمائی کرتی رہیں گی۔

﴿ بیشک آپ محبّ الفقراء والغرباء والمساکین ہیں ﴾

---

[1] محمد فیض احمد اُویسی: ضوء السراج فی شرح درود تاج، مطبوعہ کراچی ۲۰۰۶ء، ج ۲ ص ۹۲۔۹۳ (ملخصاً)

[2] ایضاً، ج ۲ ص ۸۹۔۹۰ (ملخصاً) ...... [3] ایضاً، ج ۲ ص ۹۱ (ملخصاً) ...... [4] ایضاً، ج ۲ ص ۸۷ (ملخصاً) ...... [5] ایضاً، ج ۲ ص ۹۲ (ملخصاً)

[6] ایضاً، ج ۲ ص ۸۵ (ملخصاً) ...... [7] ایضاً، ج ۲ ص ۹۴ (ملخصاً) ...... [8] ایضاً، ج ۲ ص ۹۴۔۹۵ (ملخصاً)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

سید الثقلین نبی الحرمین امام القبلتین وسیلتنا فی الدارین

جن وانس کے سردار، حرم مکہ، حرم مدینہ کے نبی، بیت اللہ اور بیت المقدس کے امام، دونوں جہاں میں ہمارا وسیلہ۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جن وانس کے سردار ہیں۔ آپ نے خود فرمایا:

انا سید العالمین [1]

میں دونوں جہاں کا سردار ہوں۔

اور ایک جگہ فرمایا:

انا سید الناس [2]

میں لوگوں کا سردار ہوں۔

اور فرمایا:

انا اکرم الاولین والآخرین [3]

میں اوّلین وآخرین کا سردار ہوں۔

ایک اور جگہ فرمایا:

ان اللہ خلق الخلق فجعلنی من خیرھم [4]

اللہ نے مخلوق کو پیدا کیا مجھے ان میں بہتر بنایا۔

گویا سب سے بہتر اور سب کے سردار آپ ہیں۔ ملائکہ اور اجنہ سب کے آپ سردار ہیں۔

---

[1] بیہقی

[2] بخاری شریف، ۴/۱۹۳، ۶/۱۰۵، مسلم شریف، حدیث:۳۲۷/۱۹۳/۴۷۲، ترمذی شریف، حدیث:۲۴۳۴

[3] ترمذی شریف، کتاب المناقب باب فضائل النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، ۱۳/۱۰۳-۱۰۴، حدیث:۳۶۲۵

[4] ترمذی شریف، ۱۳/۹۵، حدیث:۳۶۱۶

قرآن کریم میں ہے کہ آپ قرآن کریم کی تلاوت فرما رہے تھے، ادھر سے جنوں کا گزر ہوا، قرآن پاک سن کر وہ سب کے سب مسلمان ہوگئے۔

انه استمع نفر من الجن فقالوا انا سمعنا قرآنا عجبا لا

یهدی الی الرشد فاٰمنا بهٖ ط ولن نشرك بربنآ احدا لا [1]

(بلاشبہ یہ واقعہ ہوا) کہ خوب سنا چند جنوں نے تو بولے کہ بیشک ہم نے سنا نادر قرآن جو راہ دیتا ہے ہدایت کی طرف

لہٰذا مان لیا ہم نے اس کو اور ہرگز نہ شریک بنائیں گے اپنے ربّ کا کسی کو۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حرم کعبہ اور حرم بیت المقدس کے نبی بھی ہیں اور امام بھی۔ بخاری شریف میں ہے سب سے پہلی نماز جو بیت اللہ کی سمت پڑھی وہ نمازِ عصر تھی۔ [2] پھر مدینہ منورہ میں کچھ عرصے کیلئے بیت المقدس کی طرف نماز پڑھی۔ [3] قرآن کریم میں اس تبدیلی کی وجہ یہ بتائی:

وما جعلنا القبلة التی کنت علیها الا لنعلم من یتبع الرسول ممن ینقلب علیٰ عقبیه ط [4]

اور ہم نے نہیں بنایا تھا اس قبلہ کو جس پر تم تھے مگر اس لئے کہ الگ معلوم کرلیں (آزمائش کرلیں)

جو غلامی کرے رسول کی ان میں سے اور جو اُلٹے پاؤں لوٹے۔

یعنی بیت اللہ سے بدل کر بیت المقدس کی طرف رُخ اسلئے کرایا تھا تا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مسلمانوں کا تعلق معلوم ہوجائے اور منافق اور مسلمان الگ الگ ہوجائیں، قبلہ کا بدلنا ان کی زندگی کا ایک اہم واقعہ تھا، وہی اپنا قبلہ بدل سکتا تھا جس کا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر پختہ ایمان تھا، کیونکہ ایمان کی روح حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پیروی ہے۔ بیت المقدس کی طرف رُخ کرنا اہل مکہ پر گراں ہوتا جو بیت اللہ کی طرف سجدہ کرتے تھے اور بیت اللہ کی طرف سجدہ کرتے اہل مدینہ پر گراں ہوتا جو بیت المقدس کی طرف سجدہ کرتے تھے، قبلہ کی تبدیلی سے ایمان کا امتحان ہوگیا اور مومن و منافق الگ الگ ہوگئے۔

---

[1] قرآن کریم، ۱/جن/۲،۷

[2] بخاری شریف، حدیث: ۴۰، ۳۹۹، ۴۴۸۶، ۷۲۵۲

[3] سنن الدار قطنی، باب التحویل الی الکعبہ، ج ۱ ص ۲۷۳، لاہور

[4] قرآن کریم، ۱۴۳/بقرہ/۲

اللہ تعالیٰ نے بیت اللہ سے بیت المقدس کی طرف رُخ کرنے کا حکم دیا تو اس سمت نماز پڑھی جانے لگی لیکن ایک روز حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بیت اللہ کی طرف رُخ کرنے کی خواہش لئے نماز ہی میں آسمان کی طرف سر مبارک اُٹھایا۔ ارشاد ہوا:

قد نرٰی تقلب وجهك فی السمآء ج فلنولینك قبلة ترضٰها ص

فول وجهك شطر المسجد الحرام ط وحیث ما کنتم فولوا وجوهکم شطره ط [1]

ہم ملاحظہ کر رہے ہیں تمہارے چہرے کے بار بار اُٹھنے کو آسمان کی طرف تو ضرور پھیر دیں گے ہم تم کو تمہارے پسندیدہ قبلہ کی طرف تو اب پھیر دو اپنا رُخ مسجد حرام کی طرف اور تم لوگ جہاں کہیں ہو اپنا رخ اس کی طرف کرو۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پہلے بیت اللہ کی سمت نماز کی امامت فرمائی، پھر بیت المقدس کی طرف نماز کی امامت فرمائی اور آخر میں پھر بیت اللہ کی طرف۔ تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم 'نبی الحرمین' بھی ہوئے اور 'امام القبلتین' بھی۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دنیا و آخرت میں اس لئے مسلمانوں کا وسیلہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے خود قرآن کریم میں ارشاد فرمایا:

ولو انهم اذ ظلموا انفسهم جآءوکم الآیة [2]

اس آیت کی تفسیر و تشریح پیچھے عرض کر دی گئی ہے۔

ابھی تو آپ دنیا میں تشریف بھی نہ لائے تھے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے آپ کے وسیلے سے دعا فرمائی جس کا قرآن کریم میں بھی اشارۃً ذکر ہے:

فتلقّٰی اٰدم من ربه کلمٰت فتاب علیه ط انه هو التواب الرحیم [3]

پس پا لئے آدم نے اپنے پروردگار سے خاص کلمے تو درگزر فرما دیا انہیں، بیشک وہی درگزر فرمانے والا اور بخشنے والا ہے۔

حضرت آدم علیہ السلام کی دعا کے جو کلمات حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت فرمائے، ان میں یہ کلمات بھی ہیں:

یا رب اسئلك بحق محمد لما غفرت لی [4]

---

[1] قرآن کریم، ۱۴۴/بقرہ، ۲/

[2] قرآن کریم، ۶۴/نساء، ۴/

[3] قرآن کریم، ۳۷/بقرہ، ۲/

[4] البدایہ والنہایہ لابن کثیر، ۱۴۲/۶، دار الفکر، بیروت

ابھی آپ پانچ برس کے بھی نہ ہوئے تھے کہ آپ کے چچا ابو طالب نے آپ کے وسیلے سے بارش کی دعا مانگی اور موسلا دھار بارش ہونے لگی جس پر ابو طالب نے چند اشعار فرمائے۔ ایک شعر یہ بھی تھا:

وابیض یستسقی الغمام بوجهه ثمال الیتمیٰ عصمة للارامل ۱

گورے رنگ والا جس کے چہرے کے وسیلے سے مینہ طلب کیا جاتا ہے جو یتیموں کا ماویٰ اور بیواؤں کا ملجا ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت پر عمل کرتے ہوئے آپ کے چچا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وسیلے سے دعا فرمائی۔ ۲ اصل میں اللہ تعالیٰ نے تمام مسلمانوں کو خود یہ حکم دیا ہے کہ اس تک رسائی کیلئے وسیلہ تلاش کیا کریں۔

یا ایها الذین اٰمنوا اتقوا الله وابتغوا الیه الوسیلة ۳

اے وہ جو ایمان لا چکے! اللہ سے ڈرو اور تلاش کرو اس تک پہنچنے کا وسیلہ۔

وسیلہ نیک اعمال کا بھی ہو سکتا ہے اور اُن کا بھی جو نیک اعمال کرتے ہیں، موٹی سی بات ہے کہ جس کا عمل وسیلہ بن سکتا ہے وہ بدرجہ اولیٰ خود بھی وسیلہ بن سکتا ہے۔ اس لئے قرآن کریم میں ہے کہ مقربین خود بھی وسیلہ تلاش کرتے ہیں:

اولٰئك الذین یدعون یبتغون الیٰ ربهم الوسیلة ایهم اقرب ویرجون رحمته' ویخافون عذابه ۴

وہ مقرب لوگ جنھیں کفار معبود پکارتے ہیں وہ خود چاہتے ہیں اپنے پروردگار کی طرف وسیلہ کہ انکا کون سب سے اللہ کے قریب ہے اور اُمیدوار ہیں اس کی رحمت کے اور ڈریں اس کے عذاب سے۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غزوات میں کامیابی کیلئے غریب مہاجرین کے وسیلے سے خود دعا فرماتے تھے۔ حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ تعالیٰ عنہا کیلئے اپنے اور دیگر انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے وسیلے سے یہ دعا فرمائی:

اغفر لامی فاطمه بنت اسد ووسع علیها مدخلها بحق نبیك
والانبیاء الذی من قبلی فانك ارحم الراحمین ۵

الٰہی میری ماں فاطمہ بنت اسد کو بخش دے اور اس کی قبر کو فراخ کر دے اپنے نبی کے وسیلے سے اور ان انبیاء کے وسیلے سے جو مجھ سے پہلے مبعوث ہوئے بیشک تو تمام رحم کرنے والوں سے بڑا رحم کرنے والا ہے۔

---

۱ دلائل النبوۃ للبیہقی، ۶/۱۴۱ اور مجمع الزوائد، ۸/۲۸۲

۲ بخاری شریف، کتاب الاستسقاء، حدیث:۱۰۱ مع فتح الباری، ۲/۴۹۴ اور دلائل النبوۃ للبیہقی، ۶/۱۴۷

۳ قرآن کریم، ۳۵/مائدہ/۵ ...... ۴ قرآن کریم، ۵۷/اسراء/۱۷ ...... ۵ مکتوبات امام ربانی، جلد سوم، مکتوب:۹۴

۶ طبرانی، ابن حبان، حاکم اور ابن ابی شیبہ

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

صاحب قاب قوسین، محبوب رب المشرقین و رب المغربین جدّ الحسن والحسین

مقام قربِ الٰہی کے حامل، مشرقین ومغربین کے پروردگار کے محبوب، حسن وحسین کے جدامجد۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صاحب قاب قوسین ہیں کہ قرآن کریم میں آپ ہی کیلئے ارشاد ہوا:

فکان قاب قوسین او ادنیٰ [۱]

ربّ المشرقین وربّ المغربین کے [۲] محبوب ہیں اور ایسے محبوب کہ آپ کی اطاعت و پیروی کرنے والے کو اللہ کی نظر میں محبوب بنادیتی ہے۔[۳] ہر محبوب اپنی اطاعت چاہتا ہے مگر کمال محبت یہ ہے کہ ربّ کریم محبوب کی اطاعت چاہتا ہے اور اس اطاعت کے صلے میں اپنا محبوب بنالیتا ہے۔

حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے محبوب نواسے ہیں بلکہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ حسن وحسین دونوں میرے بیٹے ہیں، جس نے ان دونوں کو محبوب رکھا اس نے اللہ کو محبوب رکھا اور جس نے اللہ کو محبوب رکھا اللہ نے اس کو جنت میں داخل کیا، جس نے ان دونوں سے بغض رکھا اس نے اللہ سے بغض رکھا۔ [۴]

اسی طرح ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا، جس نے ان دونوں کو محبوب رکھا بیشک اس نے مجھے محبوب رکھا اور جس نے ان دونوں سے بغض رکھا اس نے درحقیقت مجھ سے بغض رکھا۔ [۵]

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے عزیزوں رشتہ داروں سے زیادہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اہل بیت سے محبت فرماتے تھے۔ [۶]

---

[۱] قرآن کریم، ۹/ نجم/ ۵۳

[۲] قرآن کریم، ۱۷/ رحمٰن/ ۵۵

[۳] قرآن کریم، ۳۱/ آل عمران/ ۳

[۴] اس سلسلے میں کئی احادیث ہیں، تفصیل کیلئے مطالعہ کریں مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ، ج ۲، مکتوب: ۳۶

[۵] البدایہ والنہایہ، ج ۸ ص ۲۵

[۶] بخاری شریف، ج ۲ ص ۵۲۶

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

مولٰینا ومولی الثقلین ابی القاسم محمد بن عبد اللّٰہ نور من نور اللّٰہ

ہمارے آقا، جن وانس کے مولیٰ یعنی ابی القاسم محمد بن عبداللہ اللہ کے نور میں سے ایک نور۔

ہمارے آقا جن وانس کے مولیٰ ہیں اور جن وانس کے آقا ومولیٰ ہیں۔قرآن کریم میں ارشاد ہوتا ہے:

النبی اولیٰ بالمؤمنین من انفسھم الآیۃ

نبی ایمان والوں کی جان کے مالک اور جان سے زیادہ ان کے قریب ہیں۔

آقا ومولیٰ وہی ہوتا ہے جو مالک بھی وہ اور اس کا حکم نافذ بھی ہو۔حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا حکم نافذ ہے جس کا ذکر قرآن حکیم میں موجود ہے:

فلا وربك لا یومنون حتي یحکموك فیما شجر بینھم ثم لا یجدوا
فی انفسھم حرجا مما قضیت ویسلموا تسلیما [1]

تو تمہیں تمہارے پروردگار کی قسم وہ ایمان نہیں لائے یہاں تک کہ اپنا فیصلہ کنندہ مانیں تم کو ہر معاملہ میں
جس میں ان کے درمیان جھگڑا ہو پھر نہ پائیں اپنے دلوں میں کھٹک جو تم نے فیصلہ کر دیا اور جی جان سے مان لیں۔

اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حلال وحرام کا اختیار بھی دے دیا۔فرمایا:

ولا یحرمون ما حرم اللّٰہ ورسوله‘ [2]

اور نہ حرام جانیں جس کو حرام فرما دیا اللہ اور اس کے رسول نے۔

ان آیاتِ کریمہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمارے اور جن وانس کے مالک ومولیٰ ہیں۔مزید چند آیات پیش کی جاتی ہیں جن سے آپ کے اقتدار واختیار کا پتا چلتا ہے۔ارشاد ہوتا ہے:

وما کان لمؤمن ولامؤمنۃ اذا قضی اللّٰہ ورسوله امرا ان یکون لھم الخیرۃ من امرھم ط [3]

اور نہیں ہے نہ کسی مومن اور مومنہ کا حق جبکہ حکم دے دیا اللہ اور اس کے رسول نے کسی امر کا کہ رہ جائے انہیں کچھ بھی اختیار۔

یعنی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فیصلہ اٹل ہے، کسی کو اس فیصلے میں ذرہ برابر تبدیلی کا اختیار نہیں ہے۔

---

[1] قرآن کریم، ۶۵/ نساء/ ۴ ...... [2] قرآن کریم، ۲۹/ توبہ/ ۹ ...... [3] قرآن کریم، ۳۶/ احزاب/ ۳۳

ایک آیتِ کریمہ میں یہاں تک فرمایا کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم بلائیں فوراً حاضر ہو خواہ نماز ہی میں کیوں نہ ہو کیونکہ حکم کی تعمیل بھی عبادت ہے، جب کام کر چکو نماز وہیں سے شروع کرو جہاں سے چھوڑی تھی، کیونکہ حقیقت میں تم نماز ہی میں تھے۔ ارشاد ہوتا ہے:

یایھا الذین اٰمنوا استجیبوا لِلّٰہ وللرسول اذا دعاکم لما یحییکم ج [1]

اے وہ جو ایمان لا چکے اپنی حاضری سے جواب دو اللہ اور رسول کا جب پکاریں تم کو رسول اس لئے کہ تم کو زندہ کر دے۔

اس سے بڑھ کر اور کیا اطاعت ہوگی؟ بلکہ یہاں تک فرمایا نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محفل میں آئے ہو تو اب جانا تمہارے اختیار میں نہیں جب تک وہ اجازت نہ دیں۔ [2]

مالک و مولیٰ کو حکم کا بھی اختیار ہے، فیصلہ کا بھی اختیار ہے، دینے کا بھی اختیار ہے۔

حضرت ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مانگا، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عطا فرما کر فرمایا، کچھ اور مانگ۔ [3]

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت قاسم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد ہیں (آپ اعلانِ نبوت سے پہلے پیدا ہوئے) اور حضرت عبداللہ کے بیٹے ہیں۔ لیکن نور من نور اللہ 'اللہ کے نور میں سے ایک نور' اس کی کچھ تفصیل پیچھے آچکی ہے، کچھ اور عرض کرتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں فرمایا:

قد جآءکم من اللہ نور وکتٰب مبین [4]

بیشک آگیا تم میں اللہ کی طرف سے ایک نور اور روشن کتاب۔

اس آیتِ کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے ایک حقیقت نہیں بلکہ دو حقیقتوں کا ذکر فرمایا ہے 'نور' اور 'روشن کتاب' جب بیچ میں 'اور' آجائے تو دو حقیقتیں الگ الگ ہو جاتی ہیں، ایک نہیں رہتیں۔ جیسے ہم کہیں 'قرآن اور حدیث' تو یہ دونوں ایک شمار نہ ہوں گے بلکہ دو شمار ہوں گے، خواہ ہماری سمجھ میں آئے یا نہ آئے۔ اس لئے بہت سے مفسرین نے 'نور' سے مراد حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی لی ہے۔ [5]

---

[1] قرآن کریم، ۲۴/انفال/۸ ...... [2] قرآن کریم، ۶۲/نور/۲۴

[3] موارد الظمآن، حدیث: ۲۳۳۵ اور مجمع الزوائد، ۲۳۹/۲ اور معجم الکبیر للطبرانی، ۵۲/۵ اور البدایہ والنہایہ، ۲۳۵/۵

[4] قرآن کریم، ۱۵/مائدہ/۵

[5] مندرجہ ذیل مفسرین نے 'نور' سے مراد حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات اقدس لی ہے۔

(ا) تفسیر روح البیان، ج ۲ ص ۳۴۹ (ب) تفسیر ابن جریر، ج ۳ ص ۱۶۰ (ج) تفسیر مظہری، ج ۳ ص ۶۸

(د) تفسیر ثنائی، ج ۱ ص ۳۶۲ (و) تفسیر نیشاپوری، ج ۱ ص ۵۵ (ھ) تفسیر عرائس البیان، ج ۱ ص ۲۲۸

ویسے بھی آپ کی تشریف آوری سے دنیا میں اُجالا ہو گیا، یہ تو آنکھوں دیکھی بات ہے، اس سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جواب میں فرمایا:

یا جابر اول ما خلق اللہ نوری [1]

اے جابر! سب سے پہلے اللہ نے میرے نور کو پیدا فرمایا۔

قرآن کریم میں ایک اور آیت ہے جو اس راز سے پردہ اُٹھاتی ہے۔ ارشاد ہوتا ہے:

اللہ نور السمٰوٰت والارض ط مثل نورہٖ کمشکٰوۃ فیہا مصباح ط المصباح فی زجاجۃ ط الزجاجۃ کانہا کوکب دری یوقد من شجرۃ مبٰرکۃ زیتونۃ لا شرقیۃ ولا غربیۃ لا یکاد زیتہا یضیٓءُ ولولم تمسسہ نار ط نورٌ علیٰ نور ط یہدی اللہ لنورہٖ من یشآء ط ویضرب اللہ الامثال للناس ط واللہ بکل شیءٍ علیم [2]

اس کے نور کی مثال جیسے ایک طاق، اس میں چراغ، چراغ فانوس میں، گویا ستارہ ہے موتی جیسا، روشن کیا جاتا ہے مبارک درخت زیتون سے جو پورب کا نہ پچھم کا، اب اس کا تیل روشن ہونے کو ہے کہ نہ چھڑ جائے اسے آگ، نور علیٰ نور، اللہ نور کی راہ سے جسے چاہے ہدایت دے اور اللہ مثالیں بیان فرماتا ہے لوگوں کیلئے اور اللہ ہر موجود کو جاننے والا ہے۔

اللہ تو بے مثال ہے، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آئینہ جمال الٰہی ہیں ؎

بے مثال کی ہے مثال وہ حسن خوبیِ یار کا جواب کہاں

اس آیتِ کریمہ میں بعض صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے نزدیک اللہ تعالیٰ نے نورِ محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بیان فرمایا ہے۔ دوسری بات قابل توجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے لئے فرمایا کہ وہ زمین و آسمان کا نور ہے، یعنی زمین و آسمان میں کوئی جگہ نہیں جو اس کے نور سے خالی ہو۔ اور فرمایا کہ وہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر دُرود بھیج رہا ہے تو کائنات کا کوئی گوشہ نہیں جہاں درود نہ پڑھا جا رہا ہو۔

---

[1] مولوی حسین احمد مدنی نے الشہاب الثاقب میں یہ حدیث نقل کی ہے: اول ما خلق اللہ نوری (ص ۴۷) اور شاہ ولی اللہ نے بھی اپنی کتاب 'انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ' (ص ۹۲) میں یہ حدیث نقل فرمائی ہے۔

[2] قرآن کریم/۳۵، /نور/۲۴

اللہ تعالیٰ نے متعدد آیاتِ کریمہ میں اس نور کا ذکر فرمایا، مثلاً مندرجہ ذیل آیاتِ کریمہ میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دشمنوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

یریدون ان یطفئوا نور اللہ بافواھھم ویابی اللہ الا ان یتم نورہ ولوکرہ الکٰفرون [1]

چاہتے ہیں کہ بجھا دیں اللہ کا نور اپنی پھونک سے اور اللہ کو نا منظور ہے مگر یہ کہ پورا کر دکھائے اپنے نور کو، گو برا مانیں کافر لوگ۔

دوسری جگہ ارشاد فرماتا ہے:

یریدون لیطفئوا نور اللہ بافواھھم ط واللہ متم نورہٖ ولوکرہ الکٰفرون [2]

چاہتے ہیں کہ بجھا دیں اللہ کا نور اپنے مونہوں سے اور اللہ پورا فرمانے والا ہے اپنے نور کو، گو برا مانیں کافر لوگ۔

بعض علماء نے نور سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات مراد نہیں لیتے شاید اس لئے کہ ہمارے مدارس عربیہ کے نصاب میں نور (Light) ایک مضمون کی حیثیت سے شامل نہیں۔ یہ مضمون دورِ جدید کا اہم مضمون ہے جس کی طرف علماء کی توجہ ضروری ہے۔

میدانِ حشر میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ایمان لانے والوں، آپ سے محبت کرنے والوں، آپ کی اطاعت کرنے والوں کے چہرے بھی نور سے چمک رہے ہونگے، جب وہ لوگ پاس سے گزریں گے جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مانتے ہوئے بھی نہیں مانتے، تو ان کے چمکتے چہرے دیکھ کر کہیں گے:

انظرونا نقتبس من نورکم ج [3]

ذرا ہمیں دیکھ تو لو، تمہاری روشنی سے ہم بھی کچھ لے لیں۔

---

[1] قرآن کریم، ۳۲/ توبہ/ ۹

[2] قرآن کریم، ۸/ صف/ ۶۱

[3] قرآن کریم، ۱۳/ حدید/ ۵۷

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

یاایہا المشتاقون بنور جمالہٖ صلوا علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلموا تسلیما ۝

اے ان کے حسن وجمال کے عاشقو! ان پر، ان کی آل پر، ان کے اصحاب پر، خوب خوب درود وسلام بھیجو۔

دُرودِ تاج کے یہ آخری الفاظ **یا یہا المشتاقون بنور جماله** [1] اصل میں قرآن کریم کی آیت **یاایہا الذین آمنوا** کی تفسیر وتشریح ہے۔ پھر اسی آیتِ کریمہ **صلوا علیہ** [2] کی بھی تفسیر وتشریح ہے اور آخر میں آیتِ کریمہ کے اصل الفاظ ہیں: **وسلموا تسلیما** [3]

اوپر درودِ تاج کا قرآن وحدیث کی روشنی میں ایک جائزہ پیش کیا گیا، کوئی لفظ یا کوئی حرف ایسا نہ پایا جو لفظاً یا معناً قرآن وحدیث کے خلاف ہو۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس درودِ پاک کے مؤلف کوئی عالم وعارف ہیں، کیونکہ کلام، متکلم کے باطن کی عکاسی کرتا ہے جس میں متکلم کو دیکھا جاسکتا ہے۔ اگر متکلم یا مصنف جاہل وان پڑھ یا شریعت سے بے خبر ہو تو ایک لفظ سے اس کے جہل ونادانی کا پتا لگ جاتا ہے۔ درودِ تاج کے مؤلف کے بارے میں ایک روایت یہ ہے کہ ابوالحسن شاذلی (۶۵۶ھ / ۱۲۵۸ء) نے اس کو تالیف کیا ہے۔ آیئے دیکھیں یہ کون بزرگ ہیں۔

آپ کا نام سیّد علی، والد کا نام عبداللہ اور دادا کا نام عبدالجبار تھا۔ آپ حسنی ہیں۔ ولادت ۵۹۳ھ / ۱۱۹۶ء میں مراکش کے شہر سبتہ کے قریب ایک بستی غمارہ میں ہوئی، ابتدائی تعلیم اپنی بستی میں حاصل کی، آٹھ سال کی عمر میں قرآن کریم کی تعلیم سے فارغ ہوئے پھر مقامی علماء سے علومِ دینیہ کی تحصیل کی اس کے بعد بغداد گئے اور وہاں ماہرین سے مختلف علوم وفنون کی تحصیل کی۔ بغداد سے اپنے وطن آئے اور یہاں شیخ عبدالسلام بن مشیش سے شریعت وطریقت کی تعلیم حاصل کی۔ مرشد کے حکم پر افریقہ کے شہر شاذلہ تشریف لائے، یہاں ریاضات ومجاہدات کے بعد تیونس تشریف لائے اور مخلوق کی ہدایت ورہنمائی میں مصروف ہوگئے۔ یہاں سے اسکندریہ تشریف لائے اور غالباً یہیں ازدواجی زندگی سے منسلک ہوئے۔ آپ کے علم وفضل کا یہ عالم تھا کہ اسکندریہ میں آپ کے درس میں وقت کے جید علماء شریک ہوتے تھے۔ بے شمار لوگوں نے آپ کے علم وعرفان سے استفادہ کیا۔ آپ نے متعدد حج کیے، آخری بار ۶۵۶ھ میں روانہ ہوئے تو راستہ میں صحرائے عیذاب میں ماہ ذوالقعدہ میں وصال فرمایا اور اسکندریہ ہی میں دفن ہوئے۔ آپ کے پانچ بیٹے اور بیٹیاں ہوئیں اور تصانیف میں تیرہ چودہ کتابیں ہیں۔ [4]

ابوالحسن شاذلی کے حالات سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ عالم وعارف اور زاہد ومتقی تھے اور وقت کے جید علماء بھی آپ سے استفادہ کرتے تھے۔ عقل یہ کہتی ہے کہ ایسے بزرگ عالم کی تصنیف وتالیف کا کوئی لفظ قرآن وحدیث کے خلاف نہیں ہوسکتا۔

---

[1] قرآن کریم، ۵۶/احزاب/۳۳ ...... [2] ایضاً ...... [3] ایضاً

[4] (ا) الشیخ محمد الصائم: اہل بیت فی مصر، ص ۴۷

(ب) سید حسین منصور شعبان: مقدمہ لطائف المنن، ص ۷۔۵

(ج) اردو انسائیکلوپیڈیا آف اسلام، جلد یازدہم، ص ۵۶۲

قرآن کریم میں مطلق دُرود و سلام بھیجنے کا حکم دیا گیا ہے:

یایها الذین اٰمنوا صلوا علیه وسلموا تسلیما [1]

اور الفاظ و حروف کی بھی کوئی قید نہیں لگائی گئی۔ جب یہ آیت اُتری تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ درود کس طرح پڑھیں؟ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے درودِ ابراہیمی تلقین فرمایا، اس کے علاوہ اور بہت سے درود تلقین فرمائے مگر ہمارے علم میں یہی ایک درود شریف ہے، ان درودوں کی تعداد تقریباً چالیس ہے۔ یقیناً جو صیغے آپ نے ارشاد فرمائے وہ سب سے بہتر ہیں مگر درودِ پاک کے وہ صیغے بھی جو آپ کی شان میں کہے گئے، کم اہم نہیں جو علماء و مشائخ نے اپنے اپنے ذوق و شوق اور اپنی اپنی محبت و لگن سے تالیف کئے ہیں اور جو ہزاروں کی تعداد میں موجود ہیں، ان درودوں کا سلسلہ عہد نبوی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام سے چلا آ رہا ہے۔ چنانچہ تبلیغی نصاب میں 'مولیٰ صل وسلم دائما ابدا علیٰ حبیبک خیر الخلق کلھم' کو بطورِ درود ذکر کیا گیا ہے [2] دُرود محبت کے اظہار کا موثر ذریعہ ہے، اس لئے محبت والے اپنی محبت کا کسی نہ کسی رنگ میں اظہار کرتے ہیں پھر درودوں کی پہچان کیلئے ان کے نام بھی رکھ لئے گئے ہیں۔ یہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت ہے، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر چیز کا نام رکھتے تھے حتیٰ کہ گھر کے مختصر برتنوں کے بھی نام تھے۔ دُرودِ پاک' اللہ کے رازوں میں سے ایک راز ہے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے درود کے بارے میں عرض کیا تو فرمایا کہ یہ اللہ کے رازوں میں سے ایک راز ہے۔ ہم اس راز کو پانے کی کوشش نہیں کرتے اور اس بحث میں اُلجھے ہوئے ہیں کون سا درود شریف جائز ہے، کون سا ناجائز، درود پڑھیں بھی یا نہیں، پڑھیں تو زور سے پڑھیں یا آہستہ وغیرہ وغیرہ۔

غور فرمائیں! اللہ تعالیٰ ہم کو درود و سلام پڑھنے کا حکم دے رہا ہے اور ہم اللہ سے عرض کر رہے ہیں:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ — اے اللہ تو ہی محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) پر درود بھیج۔

ہم تو حکم ماننے والے ہیں' حکم دینے والے نہیں۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جو فرمایا حق فرمایا، بندے آپ کی تعریف و توصیف کا حق ادا کر ہی نہیں سکتے، جس نے آپ کی حقیقت کو پہچانا وہی آپ کی کماحقہ تعریف و توصیف کرسکتا ہے، اس لئے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا، میرے پروردگار کے سوا میری حقیقت کو کسی نے نہ پہچانا۔

---

[1] قرآن کریم، ۵۶/احزاب/۳۳

[2] تبلیغی نصاب، فضائل درود، الشیخ محمد موسیٰ الروحانی البازی کی کتاب 'البرکات المکیه فی الصلوٰۃ النبویة' (مکتوبہ ۱۴۱۳ھ) حال ہی میں نظر سے گزری اس میں ۵۰۰ سے زیادہ درود شریف ہیں جن کو سات احزاب پر تقسیم کیا گیا ہے (شائع کردہ ادارہ تصنیف و ادب، جامعہ اشرفیہ، لاہور، طبع چہارم ۱۴۲۲ھ / ۲۰۰۱ء)

لیکن آیتِ کریمہ کی تعمیل میں جن علماء و مشائخ نے دُرودِ پاک تالیف فرمائے، بعض حضرات ان کو پڑھنے سے روکتے ہیں، یہ روکنا تو اللہ کے حکم کی نافرمانی ہے، جو حکم بجالایا ہم اس سے کہتے ہیں کہ کیوں بجالایا؟ کیسی عجیب بات ہے۔ اللہ تعالیٰ نے درود تالیف کرنے والوں اور درود پڑھنے والوں کی قرآن کریم میں یہ شان بیان فرمائی:

هو الذی یصلی علیکم وملٰئکته [1] وہی ہے جو درود بھیجے تم پر اور اس کے فرشتے۔

درود کے فضائل اپنی جگہ، سب سے بڑھ کر فضیلت یہ ہے کہ درود پڑھنے والے پر اللہ اور اس کے فرشتے درود پڑھ رہے ہیں، ہم گنہ گار و سیہ کار اس قابل کہاں مگر درودِ پاک ہم کو اس قابل بنا دیتا ہے۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو پاک و ناپاک اور نیک و بد کا ایک معیار بتایا ہے جس سے ہر بات آسانی سے پہچانی جاسکتی ہے۔ ضابطہ یہ ہے کہ پاک باتیں باقی رہتی ہیں اور بلندی کی طرف جاتی ہیں۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے:

کلمة طیبة کشجرة طیبة اصلها ثابت وفرعها فی السماء [2]

پاکیزہ بات کی مثال جیسے پاکیزہ درخت جس کی جڑ مضبوط اور اس کی شاخ آسمان میں۔

دوسری جگہ فرمایا:

الیه یصعد الکلم الطیب والعمل الصالح یرفعه ط [3]

اس کی طرف چڑھتی ہیں پاکیزہ باتیں اور نیک کام ان کو اور چڑھاتا ہے اور بلند کرتا ہے۔

اور ناپاک اور بری باتوں کیلئے فرمایا:

ومثل کلمة خبیثة کشجرة خبیثة ن اجتثت من فوق الارض مالها من قرار [4]

اور گندی بات کی مثال جیسے گندہ درخت جو زمین کے اوپر سے کاٹ دیا گیا، اس کو قرار ہی نہیں۔

دوسری جگہ فرمایا:

ویمح الله الباطل ویحق الحق بکلمٰته ط [5]

اور مٹا دیتا ہے اللہ باطل کو اور دوست رکھتا ہے حق کو اپنی باتوں سے۔

درودِ تاج گزشتہ آٹھ سو برس سے سارے عالم میں پڑھا اور سنا جارہا ہے۔ قرآن کریم کے اوپر بیان کردہ ضابطے کی روشنی میں اگر ہم دُرودِ تاج کا جائزہ لیں تو حقیقت واضح ہوجاتی ہے ہمارے شکوک و شبہات کا ازالہ قرآن کریم ہی کرسکتا ہے۔

---

[1] قرآن کریم، ۴۳/احزاب/۳۳ ...... [2] قرآن کریم، ۲۴/ابراہیم/۱۴ ...... [3] قرآن کریم، ۱۰/فاطر/۳۵

[4] قرآن کریم، ۲۶/ابراہیم/۱۴ ...... [5] قرآن کریم، ۲۴/شوریٰ/۴۲

درودِ تاج میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فضائل وکمالات بیان کئے گئے ہیں، کیونکہ 'صلیٰ' کے معنی ہی 'اچھی تعریف کرنا'[1] ہیں یہ اللہ تعالیٰ کی سنت ہے، اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فضائل وکمالات بیان کئے ہیں۔ فضائل وکمالات سن سن کر ہی شخصیت سے محبت ہوتی ہے اور محبت سے اطاعت کا جذبہ بیدار ہوتا ہے، جب محبت ہوجاتی ہے تو محبّ محبوب کے بارے میں غلط بات سننے کیلئے تیار نہیں ہوتا، محبّ کی نفسیات یہ ہے کہ وہ محبوب کی تعریف سننا پسند کرتا ہے، کوئی تعریف کرتا ہے تو وہ لڑتا جھگڑتا نہیں بلکہ خوش ہوتا ہے۔ علماء اسلام کا ہم پر احسان ہے کہ انہوں نے دُرودوں کے ذریعہ ہمیں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وہ بے شمار فضائل وکمالات عطا فرمائے جو قرآن وحدیث میں موجود ہیں، یہ الگ بات ہے کہ کوئی بیان نہ کرے اور ہم سے چھپائے جس طرح حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں یہود ونصاریٰ کے علماء چھپایا کرتے تھے، توریت وانجیل میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام نامی اور فضائل وکمالات اس لئے چھپاتے تھے کہ یہود ونصاریٰ کو معلوم نہ ہوجائیں اور وہ مشرف با اسلام نہ ہوجائیں۔

قرآن کریم میں ان حقائق کا اس طرح ذکر فرمایا گیا:

وان فریقا منھم لیکتمون الحق وھم یعلمون [2]

بیشک ان میں سے ایک گروہ حق کو ضرور چھپاتا ہے جانتے بوجھتے۔

دوسری جگہ فرمایا:

ان الذین یکتمون مآ انزلنا من البیّنٰت والھدیٰ من م بعد ما بینّٰہ للناس

فی الکتٰب لا اولٰٓئک یلعنھم اللہ ویلعنھم اللّٰعنون [3]

بیشک جو لوگ چھپائیں جو اُتارا ہے روشن باتوں اور ہدایت کو بعد اس کے کہ بیان فرمادیا ہم نے اس کو لوگوں کیلئے کتاب میں۔

وہ لوگ ہیں کہ ان پر اللہ کی پھٹکار اور سارے لعنت کرنے والوں کی لعنت۔

اور چھپانے کی یہ کارروائی لے دے کے ہوتی تھی، اس کا بھی ذکر قرآن کریم میں ہے:

اولٰٓئک الذین اشترو الضلٰلۃ بالھدیٰ [4]

وہ لوگ جنہوں نے خریدا گمراہی کو ہدایت کے بدلے۔

---

[1] المنجد، ص ۵۷۵، مطبوعہ کراچی ۱۹۷۵ء ...... [2] قرآن کریم، ۱۴۶/ ابراہیم/۲ ...... [3] قرآن کریم، ۱۵۹/ بقرہ/۲

[4] قرآن کریم، ۱۷۵/ بقرہ/۲

پھر دوسری آیت میں فرمایا:

بیشک جو لوگ چھپائیں جس کو اُتارا اللہ نے کتاب میں اور اس سے حاصل کریں تھوڑی قیمت
وہ لوگ نہیں کھاتے اپنے پیٹ میں مگر آگ۔ [1]

تو چھپانے والے چھپاتے ہیں لیکن قرآن وحدیث کی یہ چھپائے جانے والی باتیں لوگوں پر ظاہر ہوتی ہیں تو وہ دل ہی دل میں شرمندہ ہوتے ہیں اور کڑھتے ہیں اور تمنا کرتے ہیں اے کاش! ہمارے علماء نے پہلے ہی ہم کو بتادیا ہوتا تو شرمساری نہ ہوتی۔

دُنیا کے حالات کا بغور جائزہ لیں تو معلوم ہوگا کہ گزشتہ دو صدیوں سے مسلمانوں کے خلاف یہ عالمی تحریک چل رہی ہے کہ مسلمانوں کو طرح طرح کے حیلے بہانوں سے ان کے بزرگوں سے بدظن کردیا جائے۔ ڈاکٹر محمد اقبال نے ملتِ اسلامیہ کا یہ مرض تشخیص کیا ہے کہ اپنے بزرگوں سے بدگمانی ان کا سب سے بڑا مرض ہے۔ کوشش یہ کی جارہی ہے کہ بزرگوں کے اعمال وافعال اور اقوال کو کفر وشرک اور بدعت ثابت کیا جائے۔ اس طرح ملتِ اسلامیہ کو ماضی سے کٹ کر بے دست وپا کردیا جائے۔ غور فرمائیں اگر ہمارے بزرگ غلط تھے تو ساری دنیا میں مسلمانوں کی حکومتیں کیوں مستحق تھی؟ کیوں اسلام کے دشمن ان سے خوف زدہ تھے؟ اور اب جو حال ہے' آپ کے سامنے ہے۔ اگر ہم صحیح ہیں باوجود اتنی سلطنتوں کے یہ عالمی رُسوائی کیوں ہے؟ اچھے اقوال واعمال اپنے اندر طاقت رکھتے ہیں، یہی ان کی اچھائی کی علامت ہے۔ دل کو شکوک وشبہات سے پاک کرنے کیلئے فقیر شریعت کا ایک آسان ضابطہ عرض کرتا ہے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا حلال وہ ہے جس کو خدا نے اپنی کتاب میں حلال کیا اور حرام وہ ہے جس کو خدا نے اپنی کتاب میں حرام کیا۔ جس سے خاموشی اختیار فرمائی وہ عفو (مباح وجائز) ہے۔ [2]

ایک حدیث شریف میں فرمایا، ایسی مباح اور جائز چیزوں میں بحث نہ کرو۔ [3] کوئی کرتا ہے کرے، نہیں کرتا نہ کرے۔ قرآن کریم میں ایسی مباح چیزوں پر حلال وحرام کا حکم لگانے سے منع فرمایا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے:

ولا تقولوا لما تصف السنتكم الكذب هذا حلٰل وهذا حرام لتفتروا على الله الكذب ط
ان الذين يفترون على الله الكذب لا يفلحون [4]

اور مت کہہ دیا کرو جو تمہاری زبانیں جھوٹ بکتی ہیں کہ 'یہ حلال ہے اور یہ حرام' تاکہ گھڑو اللہ پر جھوٹ،
بیشک جو لوگ گھڑتے ہیں اللہ پر جھوٹ ناکام ہیں۔

---

[1] قرآن کریم، ۲/۱۷۴، بقرہ/۲ ...... [2] ترمذی شریف، کتاب اللباس، حدیث: ۱۷۳۶ اور ابن ماجہ، حدیث: ۳۳۶۷

[3] مشکوٰۃ شریف، ص ۳۲، کراچی ...... [4] قرآن کریم، ۱۶/۱۱۶، نحل/۱۶

اس واضح آیت کے ہوتے ہوئے اس قسم کے غیر دانشمندانہ بحث و مباحثے سے ہمارے جوان ذہنی اُلجھن میں مبتلا ہوتے ہیں اور دین و دینداروں سے دُور ہوتے چلے جارہے ہیں، فقیر کے نزدیک وہ ہماری شفقتوں کے محتاج ہیں، ان میں ذوق وشوق ہے، ان میں لگن ہے۔ اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کیسا اچھا اور آسان اصول ہم کو دیا ہے، اگر اس اصول پر کاربند رہے تو کسی اُلجھن میں مبتلا نہیں ہوسکتے۔

درودِ تاج کے بارے میں ہمارے شکوک وشبہات سنی سنائی باتوں کی وجہ سے ہیں۔ الحمدللہ اب سارے حقائق روزِ روشن کی طرح سامنے آگئے ہیں، حق تو یہ ہے کہ صاحبِ درودِ تاج نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پاک سیرت ہمارے سامنے کھول کر رکھ دی ہے۔

آپ کا نام نامی، آپ کی آل واولاد، آپ کی صورت وسیرت، آپ کا حسن وجمال، آپ کے حالات وواقعات، آپ کی عادات وخصائل، آپ کا مقام ومرتبہ، آپ کے تفردات وامتیازات، آپ کے معجزات وخرق عادات، آپ کی محبوبیت وختمیت، آپ کی فضیلت واقربیت الغرض آپ کی حیات پاک کا ہر گوشہ سامنے آگیا۔

وہ کچھ اس صورت سے آجائے جلوہ دکھلاتے ہوئے
میں یہ سمجھا کہ وسعت کونین میرے دل میں ہے